آثارِ قیامت

از رشحاتِ قلم

حضور تاج الشریعہ علامہ
مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ فیضِ رضا
0322-2156616

وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام جانشین مفتیِ اعظم ہند جگر گوشۂ مفسرِ اعظم شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ

اورخانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام کی تصنیفات اور
حیات و خدمات کے مطالعہ کے لئے وزٹ کریں

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

www.muftiakhtarrazakhan.com

آثارِ قیامت

شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ
مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب وتقدیم
حضرت علامہ مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی
مرکزی دار الافتاء، بریلی شریف

مکتبہ فیضِ رضا
0322-2156616

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب	آثارِ قیامت
مصنف	حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری الازہری
ترتیب و تقدیم	مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی، مرکزی دار الافتاء، بریلی شریف

مکتبہ فیض رضا
0322-2156616

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

فہرست مضامین

☆	تقدیم	5
☆	جب لوگ نماز کو ضائع کرنے لگیں	14
☆	جب امانت رائیگاں کر دی جائے	17
☆	جب سودخوری کی جانے لگے	22
☆	جب رشوت ستانی کی جانے لگے	23
☆	جب قرآن کو گانا ٹھہرالیا جائے	24
☆	جب اولاد دل کی گھٹن ہو جائیں	30
☆	جب علماء اہلِ ثروت کے لئے سینوں پر ہاتھ باندھے جھکیں	32
☆	جب مسجدیں آراستہ کی جائیں	40
☆	جب مہینے گھٹ جائیں	42
☆	جب عورتیں ترکی گھوڑوں پر بیٹھیں	47
☆	جب عورتیں مردوں اور مرد عورتوں سے مشابہت کریں	49
☆	جب غیر اللہ کی قسم کھائی جائے	54
☆	جب آدمی بغیر طلب کے گواہی میں سبقت کرے	65
☆	جب عہدے میراث ہو جائیں	65
☆	جب مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے بے نیاز ہو جائیں	67
☆	مآخذ ومراجع	69

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بلغ العلیٰ بکمالہٖ

کشف الدجیٰ بجمالہٖ

حسنت جمیع خصالہٖ

صلوا علیہ وآلہٖ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

تقدیم

قیامت برحق اور اسلام کا ایک بنیادی عقیدہ ہے۔ بے شک وہ اپنے معیّنہ وقت پر آئے گی اور ضرور آئے گی۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ﴾

ترجمہ: بے شک قیامت آنے والی ہے۔

جو شخص قیامت کا انکار کرے یا اس میں ذرہ برابر بھی شک کرے وہ کافر اور خارج از اسلام ہے۔

اللہ جلّ مجدہٗ نے اپنے بندوں کو ان کے اچھے برے اعمال کی سزا و جزا دینے کے لئے ایک خاص دن مقرر کر رکھا ہے۔ جس دن وہ نیکوکاروں کو جنت کی نعمتیں اور بدکاروں کو جہنم کا عذاب دے گا، عرف شرع میں اسی دن کا نام ''قیامت'' ہے۔

قیامت کی تین قسمیں ہیں:

(۱) قیامت صُغریٰ (۲) قیامت وُسطیٰ (۳) قیامت کُبریٰ

قیامتِ صُغریٰ موت کو کہتے ہیں:

''من مات فقد قامت قیامته''

یعنی، جو مر گیا اس کی قیامت ہو گئی۔

قیامتِ وُسطیٰ یہ ہے کہ کسی ایک دن قرن کے سارے لوگ مر جائیں پھر دوسرے قرن کے نئے لوگ پیدا ہو جائیں۔

قیامتِ کُبریٰ اس دن کو کہتے ہیں جس دن آسمان و زمین میں اور جو کچھ اس میں ہے سب فنا ہو جائیں گے۔ (الملفوظ، حصہ سوم، ص ۴۹)

قیامت کب، کتنے دنوں کے بعد اور کس سنہ میں آئے گی؟ اس کا علم اللہ تعالیٰ نے

www.muftiakhtarrazakhan.com

سوائے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام بندوں سے پوشیدہ رکھا اور خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ حکم ہوا کہ قیامت ہونے کا سنہ وغیرہ اپنی امت سے چھپائے رکھیں۔

چنانچہ ''حاشیہ الصاوی علی تفسیر الجلالین'' میں ہے:

"أنه اطلع على الجنة وما فيها والنار وما فيها وغيره ذلك مماتواترت به الأخبار ولكن أمر بكتمان البعض" (ج۲، ص۱۰۴)

یعنی، اللہ جل شانہ نے نبی کریم ﷺ کی جنت و دوزخ اور ان کے داخلی امور وغیرہ سارے معاملات پر اطلاع بخشی لیکن بعض اسرار کو پوشیدہ رکھنے کا حکم فرمایا، اس سلسلے میں اخبار نبوی تواتر کی حد تک مروی ہیں۔

لہٰذا حضور ﷺ نے اپنے کسی بھی امتی کو یہ نہیں بتایا کہ قیامت کب، کتنے دنوں کے بعد اور کس سنہ میں آئے گی؟ البتہ قیامت کے سنہ کے سوا قیامت کا مہینہ، قیامت کی تاریخ اور قیامت کا دن یہ سب کچھ حضور ﷺ نے اپنی امت کو بتا دیا چنانچہ آج دنیا کا بچہ بچہ یہ جانتا ہے کہ قیامت محرم کے مہینے میں، دسویں تاریخ کو، جمعہ کے دن ظہر و عصر کے درمیان آئے گی۔

وصالِ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد جب قیامت کی وہ خوشبودار ہوا گزر چکے گی جس سے تمام مؤمنین کی روحیں بآسانی پرواز کر جائیں گی۔ صرف کافر ہی کافر بچیں گے پھر ان کافروں پر چالیس سال کا ایک ایسا زمانہ گزرے گا جس میں کسی کو اولاد نہ ہوگی، کسی کی عمر چالیس سال سے کم نہ ہوگی، کسی کو بھی وقوع قیامت کی پرواہ نہ ہوگی۔ کوئی کھانا کھا رہا ہوگا کوئی پکا رہا ہوگا، کوئی دیوار لیپ رہا ہوگا، کوئی ہل چلا رہا ہوگا غرض کہ سارے لوگ اپنے معمول کے کاموں میں مشغول و منہمک ہوں گے کہ دفعۃً حضرت اسرافیل علیہ السلام کو ''صور'' پھونکنے کا حکم ہوگا۔

شروع شروع میں اس کی آواز بہت باریک اور سریلی ہوگی اور رفتہ رفتہ بہت بلند اور بھیانک ہوتی جائے گی، لوگ کان لگا کر اس کی آواز سنیں گے، بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے اور

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

مر جائیں گے، آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر جائے گا، زمین میں اتنا زبردست زلزلہ اور خوفناک بھونچال آئے گا کہ زمین کانپنے لگے گی، پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گردوغبار کی طرح اڑنے لگے گا، چاند و سورج اور ستارے بے نور ہو کر جھڑ جائیں گے یہاں تک کہ صور اور حضرت اسرافیل علیہ السلام بھی فنا ہو جائیں گے۔ اس وقت دنیا میں اس واحد حقیقی کے سوا کوئی نہ ہوگا وہ فرمائے گا:

﴿لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ﴾

ترجمہ: آج کس کی بادشاہی ہے؟

کہاں ہیں جور و ستم کرنے والے؟ کہاں ہیں گھمنڈ و تکبر کے متوالے کہاں ہیں زور و زبردستی کرنے والے؟ مگر وہاں کوئی ہوگا ہی نہیں جو کچھ جواب دے پھر اللہ واحد القہار والجبار خود ہی ارشاد فرمائے گا:

﴿لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ﴾ (سورۂ مومن، آیت ۱۶)

ترجمہ: آج صرف اللہ واحد قہار کی سلطنت ہے۔

پھر جب اللہ چاہے گا حضرت اسرافیل علیہ السلام کو زندہ فرمائے گا اور صور کو پیدا کر کے دوبارہ پھونکنے کا حکم دے گا، صور پھونکتے ہی تمام اوّلین وآخرین، جن و ملائک، انسان و حیوان غرض کہ تمام جاندار مخلوقات زندہ ہو جائیں گے۔

اس دن سب سے پہلے مصطفےٰ جان رحمت ﷺ اس کروفر کے ساتھ اپنی قبر انور سے برآمد ہوں گے کہ آپ کے دائیں ہاتھ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہاتھ ہوگا اور بائیں میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہاتھ ہوگا پھر اس کے بعد حضور مکّہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے مقابر میں جتنے مسلمان ہوں گے سب کو لے کر میدان محشر میں تشریف لے جائیں گے جو سرزمین ملک شام پر منعقد ہوگا۔

قیامت کے آنے سے قبل بہت سے علامات و آثارِ قیامت کا ظہور ہوگا جن کا تفصیلی علم اللہ ربّ العزّت نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو عطا فرمایا اور آپ نے وہ علامتیں اپنی

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

امت پر آشکار فرمادیں۔ چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

”قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم مقاماً ما ترک شیئاً یکون فی مقامہ ذلک إلی قیام الساعۃ إلا حدّث بہ حفظہ من حفظہ و نسیہ قد علمہ أصحابی ھؤلاء و انہ لیکون منہ الشئ قد نسیتہ فأراہ فاذکرہ کما بذکر الرجل وجہ الرجل اذاغاب عنہ ثم اذار أہ عرفہ“ (مشکوٰۃ شریف ص ٤٦١)

یعنی ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہوکر قیامت تک پیش آنے والی ہر چیز بتادی جسے میرے یہ ساتھی جانتے ہیں پھر جس نے انھیں یاد رکھا سو یاد رکھا اور جو بھول گیا سو بھول گیا جب کوئی بات واقع ہوتی تو میرے ان ساتھیوں میں سے کوئی بتا دیتا جس کو میں بھول گیا ہوتا تو مجھے ایسے یاد آجاتی جیسے کسی غائب آدمی کا چہرہ بیان کیا جاتا اور میں دیکھ کر اسے پہچان لیتا۔

بلاشبہ یہ پیشن گوئیاں حضور پرنور ﷺ کے بے انتہا سمندر علم کا ایک قطرہ اور ﴿وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمْ﴾ کا ایک چھوٹا سانمونہ ہیں۔

ان پیشن گوئیوں اور علامتوں کی دو قسمیں ہیں ایک ”علاماتِ صُغریٰ“ یعنی چھوٹی نشانیاں اور دوسری ”علاماتِ کُبریٰ“ یعنی بڑی نشانیاں۔

علاماتِ صُغریٰ وہ نشانیاں ہیں جن کا ظہور قیامت آنے سے بہت پہلے ہی ہونے لگے گا اور علاماتِ کُبریٰ وہ نشانیاں ہیں جو قیامت کے بالکل قریب ظہور پذیر ہوں گی۔

زیرِنظر کتاب ”علاماتِ صُغریٰ“ سے متعلق ”کنز العمال“ کی ایک ایسی حدیث پر مشتمل ہے جو تقریباً قیامت کی ۷۲ نشانیوں کو محیط ہے۔

مرشدی، ملاذی و استاذی حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج الشاۃ المفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری بریلوی مدظلّہ النّورانی نے سب سے پہلے اس حدیث پاک کا

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

سلیس ترجمہ فرمایا ہے،اس کے بعد صرف ان آثار و علامات پر کلام فرمایا ہے جو عام فہم نہ تھے اور جو علامات عام فہم اور واضح تھے ان کا ترجمہ ہی اس انداز میں فرمایا ہے کہ مزید کسی تشریح و توضیح کی ضرورت باقی نہیں رہی ہے۔

حضور تاج الشریعہ نے جن علامات و آثار کی تشریح و توضیح کی ہے انھیں خاص طور پر ان کی مؤید احادیث کریمہ ہی سے واضح فرمایا ہے اس طرح یہ کتاب ''آثار قیامت'' پر مشتمل حدیثوں کا ایک مبسوط اور نادِر و دل آویز گلدستہ بن گئی ہے نیز اس کتاب میں آپ نے ''آثار قیامت'' سے متعلق بیشتر ان گوشوں کو آشکار فرمایا ہے جو اب تک عام لوگوں کی نظروں سے اوجھل تھے۔

اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں جو بھی بات کہی گئی ہے اسے حوالوں سے مدلل و مبرہن کیا گیا ہے۔مزید راقم نے ان حوالوں کی تخریج کے ساتھ ساتھ ان کی اصل عبارتیں بھی نقل کردی ہے جس سے باذوق کے لیے یہ آسانی پیدا ہوئی ہے کہ وہ جب چاہے ان کے مآخذ و مراجع کی طرف رجوع کرسکتا ہے۔

راقم نے کتاب میں بعض مقامات پر حاشیے کا بھی اضافہ کردیا ہے مقصد یہ ہے کہ قاری کے لیے ''آثار قیامت'' سے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات فراہم کردی جائیں تاکہ ان سے عبرت حاصل کرتے ہوئے اپنے شب و روز گزارے جائیں۔

اس سلسلے میں راقم شہزادۂ حضور تاج الشریعہ حضرت مولٰینا محمد عسجد رضا خان قادری بریلوی اور حضرت مولٰینا مفتی محمد شعیب رضا صاحب نعیمی کا سپاس گزار ہے کہ آپ حضرات نے وقتاً فوقتاً مناسب رہنمائی فرمائی۔

راقم حضرت مولانا مفتی محمد یونس رضا اویسی،حضرت مولانا قاری محمد افروز قادری چریاکوٹی،حضرت مولانا مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی،حضرت مولٰینا مفتی محمد جمیل خان قادری بریلوی،حضرت مولانا محمد ارشاد احمد وغیرہ ہم اور جملہ معاونین کا نہایت ہی شکرگزار ہے کہ انھوں نے پروف ریڈنگ اور تصحیح و تخریج میں میرا مکمل ساتھ دیا۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اللہ تبارک وتعالیٰ جملہ معاونین کو جزائے تام عطا فرمائے اوراس کتاب کو مقبول خاص وعام، ذریعۂ رشدوہدایت انام اورآخرت میں مجھ ناچیز کے لیے سبب غافرا ثام بنائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی
یکے از خدام حضورتاج الشریعہ مرکزی دارالافتاء
۸۲/سوداگران، رضانگر، بریلی شریف، یوپی

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم الله الرحمٰن الرحيم

نحمده و نصلى علىٰ رسوله الكريم

عن زيد بن واقد عن مكحول عن على قال قال رسول الله ﷺ: من اقتراب الساعة اذا رأيتم الناس أضاعو الصلاة، وأضاعوا الأمانة، واستحلوا الكبائر، وأكلوا الربا، وأخذوا الرشىٰ، وشيدوا البناء، وأتبعوا الهوى، وباعوا الدين بالدنيا، واتخذوا القرآن مزامير، واتخذوا جلود السباع صفافا، والمساجد طرقا والحرير لباسا، و كثر الجور، وفشا الزنا، وتهاونوا بالطلاق، وائتمن الخائن، وخون الأمين، وصار المطر قيظا، والولد غيظا وأمراء فجرة، ووزراء كذبة، وأمناء خونة، وعرفاء ظلمة، وقلّت العلماء، وكثرت القراء، وقلت القهاء، وحليت المصاحف وزخرفت المساجد، وطولت المنابر، وفسدت القلوب، واتخذوا القينات، واستحلت المعازف، وشربت الخمور، وعطلت الحدود، ونقصت الشهور،

ونقضت المواثيق، وشاركت المرأة زوجها فى التجارة، وركب النساء البراذين، وتشبهت النساء بالرجال والرجال بالنساء، ويحلف بغير الله، ويشهد الرجل من غير أن يستشهد، وكانت الزكاة مغرما، والامانة مغنمأ، واطاع الرجل امرأته وعق أمه وأقصى أباه وصارت الامارات مواريث، وسب آخر هذه الأمة أولها، وأكرم الرجل اتقاء شره، وكثرت الشرط، وصعدت الجهال المنابر ولبس الرجال التيجان، وضيقت الطرقات، وشيد البناء واستغنى الرجال بالرجال والنساء بالنساء، وكثرت خطباء منا

www.muftiakhtarrazakhan.com

برکم، ورکن علمائکم إلی ولا تکم فاحلّوا لهم الحرام وحرّموا علیهم الحلال وأفتوهم بما یشتهون، وتعلم علماؤ کم العلم لیجلبوا به دنا نیرکم ودراهمکم واتخذتم القرآن تجارة، وضیعتم حق الله فی أموالکم، وصارت أموالکم عند شرارکم، وقطعتم أرحامکم، وشربتم الخمور فی نادیکم ولعبتم بالمیسر، وضربتم بالکبر والمعزفة والمزامیر، ومنعتم محاویجکم زکاتکم ورأیتموها مغرماً، وقتل البريء لیغلظ العامة بقتله واختلف أهواؤکم، وصار العطاء في العبید والسقاط، وطفف المکائیل والموازین، وولیت أمورکم السفهاء (أبو الشیخ في الفتن وعویس في جزئه والدیلمي) (کنز العمال، جلد ١٤/ص ٥٧٣/٥٧٤)

حضرت زید ابن واقد سے روایت ہے انہوں نے مکحول سے روایت کی، انہوں نے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ: قربِ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے، جب تم دیکھو لوگوں نے نماز کو ضائع کر دیا اور امانت کو رائیگاں کر دیا اور کبیرہ گناہوں کو حلال ٹھہرایا اور سود خوری اور رشوت ستانی کی اور مکان پختہ بنائے اور خواہشوں کی پیروی کی اور دین کو دنیا کے بدلے بیچا اور قرآن کو گانا (١) ٹھہرالیا اور جب تم دیکھو لوگوں نے درندوں (٢) کی کھالوں کو بطور زین استعمال کیا اور مسجدوں کو راستہ بنالیا اور مردوں نے ریشم کو پہنناوا ٹھہرایا اور جب ظلم زیادہ ہو اور زنا عام ہو اور طلاق معمولی بات

١۔ یعنی گانے کے طور پر اتار چڑھاؤ کے ساتھ قرآن پڑھیں گے یا ساز کے ساتھ قرآن کی تلاوت کریں گے اور غالباً یہ پچھلی بات بھی واقع ہوگئی ہے اور پہلی بات تو قرّائے زمانہ میں عام ہے۔١٢، ازہری غفرلہ

٢۔ اس سے شیر وغیرہ کی کھال پر بیٹھنے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے اور یہ ممانعت بعض حدیثوں میں وارد ہوئی اور اگر اس سے مقصود فخر ومباہات ہو تو اس سے ممانعت اس کی تحریم کا فائدہ دے گا۔١٢، ازہری غفرلہ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

سمجھی جائے اور خائن کے پاس امانت رکھی جائے اور امین کو خائن ٹھہرایا جائے اور بارش باعث شدت (۳) گرمی ہو جائے اور جب اولاد دل کی گھٹن ہو جائے اور بدکار امراء اور جھوٹے وزیر اور خائن امیر اور ظالم محتسب ہوں اور علماء اہل ثروت کے لئے سینوں پر ہاتھ رکھ کر جھکیں اور قرّاء بکثرت ہوں اور فقہاء کی قلّت ہو اور مصاحف سونے چاندی سے مزین کئے جائیں اور مسجدیں آراستہ کی جائیں اور منبر دراز کئے جائیں اور دل فاسد ہو جائیں اور لوگ گانے والیاں رکھیں اور باجے حلال ٹھہرائے جائیں اور شرابیں پی جائیں اور اللہ کے حدود معطل کئے جائیں اور مہینے گھٹ جائیں اور عہد و پیمان توڑے جائیں اور عورت اپنے شوہر کی تجارت میں شریک ہو اور عورتیں ترکی گھوڑوں پر بیٹھیں اور عورتیں مردوں سے اور مرد عورتوں سے مشابہت کریں اور غیر اللہ کی قسم کھائی جائے اور آدمی گواہی میں سبقت کرے بغیر اس کہ گواہی طلب کی جائے اور زکوٰۃ تاوان ٹھہرے اور امانت مال غنیمت اور مرد اپنی بیوی کی اطاعت کرے اور ماں کی نافرمانی کرے اور باپ کو دور رکھیں اور عہدے میراث ہو جائیں اور اس امت کے پچھلے لوگ اگلوں کو گالیاں دیں (۴) اور آدمی کی عزت اس کے شر کے ڈر سے ہو اور سپاہیوں کی کثرت ہو اور جاہل منبر پر چڑھیں اور مرد تاج پہنیں اور راستے تنگ ہوں اور رہائش کے مکان اونچے پختہ بنیں اور مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے بے نیاز ہوں اور تمہارے منبر کے خطیب بکثرت ہوں اور تمہارے علماء تمہارے والیوں کی طرف جھکیں تو ان کے لئے حرام حلال ٹھہرا دیں اور حلال کو حرام کر دیں اور ان کو من چاہا فتویٰ دیں اور تمہارے علماء علم اس لئے سیکھیں کہ تمہارے رئیسوں کے دینار و درہم اکٹھا کریں اور تم قرآن کو تجارت ٹھہرا لو اور تمہارے مالوں میں جو اللہ کا حق ہے اسے ضائع کر دو اور تمہارے مال تمہارے اشرار کے قبضوں میں ہوں اور تم

۳۔ غالباً مطلب یہ ہے کہ بارش کم ہو اور خشک سالی عام ہو، یا بارش کا اثر یعنی سبزہ اور خنکی ہوا مرتب نہ ہو۔۱۲، ازہری غفرلہ

۴۔ اس کے مصداق فی زماننا رافضی، خارجی، وہابی، دیوبندی، نیچری، قادیانی وغیرہم اور ان جیسے دیگر فرقہائے باطلہ ہیں۔۱۲، ازہری غفرلہ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اپنے رشتوں کو کاٹو اور اپنی مجلسوں میں شرابیں پیو اور جوا کھیلو اور طبلہ بجاؤ اور مزامیر کے آلات بجاؤ اور اپنے محتاجوں کو اپنی زکوٰۃ نہ دو اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھو اور بے گناہ کا قتل ہوتا کہ عام لوگ اس کے قتل سے گھٹیں اور تمہارے خیالات مختلف ہوں اور بخششیں غلاموں میں اور کم مرتبہ لوگوں میں عام ہوں اور پیمانے اور ترازوئیں کم ہوں (۵) اور تمہارے اُمور کے والی بے وقوف لوگ ہوں۔

جب لوگ نماز کو ضائع کرنے لگیں

نماز کو ضائع کرنا چند طور سے ہے، نجاست سے پرہیز نہ کرے، کپڑے میں اس قدر نجاست ہو جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے یا ناپاک جگہ میں نماز پڑھے یا وضو صحیح طور پر نہ ہو یا نماز میں کوئی شرط یا رکن ادا نہ ہو، یا معاذ اللہ دل طہارت باطنی اور نور ایمانی سے خالی ہو بایں طور کہ اللہ جلّ وعلا و رسول ﷺ کی تعظیم سے خالی ہو اور ضروریاتِ دین میں سے کسی امر ضروری دینی مثلاً اللہ کی پاکی، نبی کے علم غیب یا خاتم الانبیا ﷺ کی ختم نبوت وغیرہ کا منکر ہو اگرچہ زبان سے کلمہ پڑھتا ہو اور یہ آخری صورت بدترین حالت ہے۔

جس میں نماز ہی کو رائیگاں کرنا نہیں بلکہ ایمان کو بھی ضائع کرنا ہے۔ آج کل اس کے مصداق وہابیہ، دیابنہ، قادیانی، روافض اور تمام منکران ضروریاتِ دین ہیں۔ انہیں کے لئے مخبر صادق ﷺ نے غیب کی سچی خبر دی:

سیصلّی قوم لا دینَ لهم

یعنی، ایک ایسی قوم نماز پڑھے گی جس کا دین نہ ہوگا۔

ان تمام صورتوں میں نماز اصلاً ہوتی ہی نہیں اگرچہ ظاہری صورت نماز کی دیکھنے میں آتی ہے اور نماز کو رائیگاں کرنے کی یہ صورت بھی ہے کہ اصلاً نماز نہ پڑھے اور نماز کو ضائع کرنا یہ بھی ہے کہ رکوع و سجود میں طمانیت جو کہ واجب ہے، نہ کرے۔

اسی طرح واجبات نماز میں سے کوئی واجب چھوڑ دینا، یا خشوع و خضوع کے بغیر نماز

۵۔ یعنی کم تولنے کا رواج عام ہو جائے۔ ۱۲، ازہری غفرلہ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

پڑھنا، ان تمام صورتوں میں تضیع صلوٰۃ لازم آتی ہے۔

''بخاری شریف'' میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث مروی ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص کو کہ رکوع وسجود کامل طور پر نہیں کر رہا تھا جب اس نے اپنی نماز پوری کی تو حضرت حذیفہ نے کہا تو نے نماز نہیں پڑھی، راوی کا بیان ہے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے کہا کہ اگر تو اس حالت میں مرا تو سنتِ محمد ﷺ پر نہ مرے گا۔

حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں:

عن حذیفة أنه رأى رجلا لا يتم ركوعه و لا سجوده فلما قضى صلاته قال له حذيفة ما صلّيت قال و أحسبه قال لو متّ متّ على غير سنة محمد ﷺ (بخاری شریف، جلد اول، ص٥٦)

نماز کو ضائع کرنا یہ بھی کہ وقت گزار کر پڑھے، اسی ''بخاری شریف'' میں حضرت زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں دمشق میں انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ روتے تھے تو میں نے عرض کی کہ آپ کے رونے کا سبب کیا ہے؟ انہوں نے کہا: میں نبی علیہ السلام کے زمانے کی کوئی چیز نہیں پہچانا سوائے اس نماز کے اور یہ نماز بھی ضائع کردی گئی۔ حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں:

"عن عثمان ابن روّاد أخي عبد العزيز قال سمعت الزهري يقول دخلتُ على أنس بن مالك بدمشق و هو يبكي فقلتُ ما يُبكيك فقال لا أعرف شيئًا مما أدركتُ إلا هذه الصلوٰة و هذه الصلوٰة قد ضيعت" (بخاری شریف، جلد اول، ص٧٦)

اس حدیث کو نماز کو اس کا وقت گزار کر ادا کرنے کے بیان میں امام بخاری نے ذکر کی۔ نیز طبرانی میں انہیں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، فرماتے ہیں فرمایا حضور ﷺ نے، جو نمازیں ان کے وقتوں پر پڑھے اور ان کا وضو کامل ہو اور نمازوں میں قیام خشوع و رکوع وسجود کامل طور پر کرے تو اس کی نماز سفید چمکتی ہوئی نکلتی ہے، کہتی ہے

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

اللہ تیری حفاظت کرے جس طرح تو نے میری حفاظت کی اور جو نا وقت نماز پڑھے اور وضو کامل نہ کرے اور نہ خشوع و رکوع وسجود تمام کرے تو اس کی نماز نکلتی ہے سیاہ اندھیری، کہتی ہے اللہ تجھے ضائع کرے جیسا کہ تو نے مجھے ضائع کیا، یہاں تک کہ جب اس جگہ پر پہنچتی ہے جہاں اللہ چاہتا ہے، لپیٹ دی جاتی ہے جیسا کہ پرانا کپڑا لپیٹ دیا جاتا ہے پھر اس نمازی کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔

اسی کے ہم معنی حضرت عبادہ ابن صامت سے مروی ہے اور کعب ابن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرمایا: ہمارے رسول اللہ ﷺ جلوہ گر ہوئے اور ہم سات نفر تھے، چار ہمارے آزاد کردہ غلاموں میں سے اور تین ہمارے عربوں میں سے، ہم لوگ حضور ﷺ کی مسجد پر اپنی کمر ٹکائے تھے تو فرمایا تم لوگ کس لئے بیٹھے ہو؟ ہم نے عرض کیا ہم بیٹھے ہیں نماز کے انتظار میں تو حضور ﷺ تھوڑی دیر ٹھہرے، پھر ہم پر توجہ فرمائی تو فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ تمہارا ربّ کیا فرماتا ہے؟ ہم نے عرض کیا نہیں، فرمایا تو جان لو کہ تمہارا ربّ فرماتا ہے جو پانچوں نمازیں ان کے وقتوں پر پڑھے اور ان نمازوں کی پابندی کرے اور ان کے آداب کی حفاظت کرے اور نمازوں کو ضائع نہ کرے اور نمازوں کو ناحق تساہل سے ضائع نہ کرے تو اس کے لئے میرے اوپر عہد ہے کہ میں اس کو جنت میں داخل کروں اور جو ان نمازوں کو ان کے وقتوں پر نہ پڑھے اور ان کے آداب کی حفاظت نہ کرے اور ناحق تساہل سے انہیں ضائع کردے تو اس کے لئے میرے اوپر کوئی عہد نہیں۔ چاہوں تو عذاب دوں اور چاہوں تو بخش دوں۔ حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں:

”و عن أنس بن مالك قال قال رسول الله ﷺ من صلّى الصلوات لوقتها و اسبغ لها وضوء ها و أتمّ لها قيامها و خشوعها و ركوعها و سجودها خرجت و هي بيضاء مسفرة تقول حفظك الله كما حفظتَني و من صلّى لغير وقتها و لم يسبغ لها وضوء ها و لم يتمّ لها خشوعها و لا ركوعها و لا سجودها خرجت و هي

www.muftiakhtarrazakhan.com

سوداء مظلمة تقول ضيعك الله كما ضيعتَني حتى إذا كانت حيث شاء الله لفّت كما يلفّ الثوب الخلق ثم ضرب بها وجهه رواه الطبراني فى "الأوسط" و فيه عباد بن كثير و قد أجمعوا على ضعفه، قلتُ و يأتي حديث عبادة بنحو هذا فى باب من لا يتمّ صلاته و يسئ ركوعها و عن كعب بن عجرة قال خرج علينا رسول الله ﷺ و نحن سبعة نفر أربعة من موالينا و ثلاثة من عربنا مسندى ظهورنا إلى مسجده فقال ما أجلسكم قلنا جلسنا ننتظر الصلاة قال فأرم قليلا ثم اقبل علينا فقال هل تدرون ما يقول ربكم قلنا لا قال فإن ربكم يقول من صلّى الصلوات الخمس لوقتها و حافظ عليها و لم يضيّعها استخفافاً لحقّها فله على عهد أن ادخله الجنة و من لم يصلّها لوقتها و لم يحافظ عليها و ضيّعها استخفافاً بحقّها فلا عهد له على إن شئت عذبته و إن شئت غفرت له" (مجمع الزوائد، جلد اول، ص ٣٠٢)

اس حدیث کو روایت کیا طبرانی نے ''اوسط'' میں اور ''کبیر'' میں اور امام احمد کے الفاظ یوں ہیں: راوی نے کہا اس دوران کہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں بیٹھا تھا۔ ہم لوگ حضور ﷺ کی مسجد کی طرف اپنی کمر ٹکائے تھے، اتنے میں حضور ﷺ حجرۂ مقدسہ سے باہر تشریف لائے نماز ظہر کے وقت میں تو فرمایا: تم لوگ .... الیٰ آخرہ، اس کے بعد امام احمد نے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کی۔

جب امانت رائیگاں کردی جائے

یعنی امانت کو اس کا مستحق تک نہ پہنچانا اور حدیث میں لفظ امانت عام ہے جو مال علم عمل سب کو شامل ہے۔ ''تفسیر خازن'' میں زیر آیت کریمہ:

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا (النساء: ٤/٥٨)

www.muftiakhtarrazakhan.com

ترجمہ: بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کردو۔

یہ آیت تمام امانت کو شامل ہے تو اس کے حکم میں ہر وہ امانت داخل ہے جس کی ذمہ داری انسان کو سونپی گئی ہے اور یہ تین قسم پر ہے:

(۱)......پہلی یہ کہ اللہ کی امانت کو ملحوظ رکھے اور یہ اللہ کے احکام بجالانا اور ممنوعات سے پرہیز کرنا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ امانت ہر شئے میں لازم ہے یہاں تک کہ وضو اور جنابت سے پاکی کے لئے غسل نماز، زکوٰۃ، روزہ اور ہر قسم کی عبادات میں۔

(۲)......دوسری قسم یہ ہے کہ بندہ اپنے نفس میں اللہ کی امانت ملحوظ رکھے اور وہ اللہ کی وہ نعمتیں ہیں جو اللہ نے بندے کے تمام اعضا میں رکھی ہیں تو زبان کی امانت یہ ہے کہ زبان کو جھوٹ، غیبت، چغلی وغیرہ خلاف شرع باتوں سے محفوظ رکھے اور آنکھ کی امانت یہ ہے کہ محرمات پر نگاہ سے آنکھ کو بچائے اور کان کی امانت یہ ہے کہ لغو، بے حیائی اور جھوٹی باتیں اور اس کی مثل خلاف شرع باتیں سننے سے پرہیز کرے۔

(۳)......تیسری قسم یہ ہے کہ بندہ اللہ کے بندوں کے ساتھ معاملات میں امانت کا لحاظ رکھے۔ لہٰذا اس پر ودیعت اور عاریت کا ان لوگوں کو لوٹانا ضروری ہے جنہوں نے اس کے پاس یہ امانتیں رکھیں اور اس میں ان کے ساتھ خیانت کرنا منع ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امانت اس کو پہنچا جس نے تیرے پاس امانت رکھی اور اس کے ساتھ خیانت نہ کر جس نے تیری ساتھ خیانت کی۔

رواہ أبو داؤد و الترمذی فقال حدیثٌ حسنٌ غریبٌ

یعنی، امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

اسی میں ناپ اور تول کو پورا کرنا داخل ہے، لہٰذا ان میں کمی کرنا حرام ہے اور اس کے عموم میں امیروں اور بادشاہوں کی رعیت کے ساتھ اور علما کا عام مسلمانوں کے ساتھ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

خیر خواہی داخل ہے تو یہ تمام چیزیں اس امانت کے قبیل سے ہیں جس کا ان کے مستحقین کو پہنچانے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا۔

علامہ بغوی نے اپنی سند سے روایت کی، فرماتے ہیں: کم ایسا ہوا کہ ہم کو رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور یہ نہ فرمایا ہو کہ اس کا ایمان نہیں جس کے پاس دیانت داری نہیں اور اس کا دین نہیں جس کو عہد کا پاس نہیں۔ علامہ موصوف کے الفاظ یہ ہیں:

عن أنس قال فلما خطبنا رسول الله ﷺ إلا قال لا إيمان لمن لا أمانة له و لا دين لمن لا عهد له (تفسیر خازن، ج ۱، ص ۳۷۱)

اقول: علما کی عام مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی یہی ہے کہ وہ اللہ و رسول (جلّ وعلا، ﷺ) کے احکام ان تک پہنچائیں اور اہل کو وہ علم سکھائیں جو ان کے پاس اس کی امانت ہے اس کو چھپا لینا امانت کو ضائع کرنا ہے۔ (۶)

۶۔ امانت کی بربادی اس طرح بھی ہوگی کہ ہر کام نااہلوں کے سپرد ہو جائیں۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: بينما النبي ﷺ يحدّث إذ جاء أعرابي فقال متى الساعة قال إذا ضُيّعتِ الأمانة فانتظر الساعة قال كيف إضاعتها قال اذا وُسِّدَ الأمر إلى غير أهله فانتظر الساعة (مشکوٰۃ شریف، ص ۴۶۹) ، یعنی، اس دوران کہ نبی کریم ﷺ گفتگو فرما رہے تھے ایک اعرابی آیا اور عرض کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب امانت برباد کی جانے لگے تو تم قیامت کا انتظار کرو۔ اس نے سوال کیا امانت کی بربادی کس طرح ہوگی؟ ارشاد ہوا جب ہر کام نااہلوں کو سونپا جانے لگے تو تم قیامت کا انتظار کرو۔ صادق المصدوق ﷺ کی یہ پیشین گوئی بھی فی زماننا ظاہر ہونے لگی ہے۔ چنانچہ ہم آج دیکھ رہے ہیں کہ حکومت و سلطنت ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہے جو کسی طرح بھی اس کے اہل نہیں، اسی طرح گاؤں کی سرداری و پردھانی نالائقوں کے سپرد ہے، حد تو یہ ہے کہ مساجد کی تولیت اور ان کا انتظام و انصرام بھی ایسے ایسے بے نمازی اور دنیا دار مالداروں و سیٹھوں کے ہاتھ ہے جو عموماً عید و بقر عید کی نماز پڑھ لیتے ہیں یا کبھی کبھی جمعہ کی نماز کے لئے مسجدوں میں آ جاتے ہیں۔ یونہی دینی درسگاہوں اور دیگر قومی اداروں کے اعلیٰ عہدیداران مثلاً ناظم اعلیٰ اور سیکریٹری کا عہدہ ایسے لوگوں کے

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

امام جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب "اللآلی المصنوعہ" میں اپنی سند سے سرکار سے روایت کیا:

عن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تناصحوا فی العلم و لا یکتم بعضکم بعضا فإن خیانۃ فی العلم أشد من خیانۃ فی المال (ج۱، ص۲۰۸)

یعنی، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ علم کے معاملے میں خیر خواہی سے کام لو اور کوئی کسی سے علم نہ چھپائے، اس لئے کہ علم میں خیانت مال میں خیانت سے سخت تر ہے۔

تقریر بالا سے روشن ہو گیا اور ادائے فرضیت و امانت کا معنی خوب روشن ہو گیا اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ امانت کو ضائع کرنا ان تمام مذکورہ صورتوں کو شامل ہے۔ یہ سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کے دہن مبارک سے نکلے ہوئے ایک کلمہ کی جامعیت اور اس میں کثرت معانی کا یہ حال ہے کہ کسی کا بیان اس کا احاطہ نہیں کر سکتا ؎

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیان نہیں

"علم کو چھپانا" اس سے مراد ہے کہ اہل سے پوشیدہ نہ رکھے جیسا کہ تقریر بالا میں گزرا اور خود آیت کریمہ سے یہ قید صراحتاً مستفاد ہے اور بلا شبہ یہ مال میں خیانت سے زیادہ سخت ہے کہ بعض صورتوں میں کتمان علم سے نوبت کفر تک پہنچتی ہے جیسے حضور ﷺ کے فضائل جلیلہ شہیرہ کثیرہ کو چھپانا اور ان کے بجائے ایسی باتیں بیان کریں جس سے تنقیصِ شانِ رسالت ہوتی ہے۔ یہ اگلے زمانے میں یہودیوں کی خصلت تھی اور اب اس

سپرد کیا جا رہا ہے جو علم دین اور قوم کے مسائل و ضروریات سے قطعی نابلد ہیں۔ ظاہری بات ہے اگر اچھی سے اچھی چیز بھی نااہلوں کے ہاتھ میں پہنچ جائے تو وہ بد سے بدتر ہو ہی جائے گی۔ غرض کہ اس زمانے کا ہر کام نااہلوں اور نالائقوں کے سپرد ہے لیکن پھر بھی خدا کا فضل ہے کہ کچھ لوگ ابھی ان عہدوں کے لائق اور اہل موجود ہیں۔۱۲، فاروقی غفرلہ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کے مصداق وہابیہ، دیابنہ وغیرہما ہیں۔

سرکار ابدقرار ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر امت میں کچھ لوگ یہودی ہیں اور میری امت کے یہودی تقدیر الٰہی کے جھٹلانے والے ہیں۔(اللآلی المصنوعہ)

مفہوم حدیث سے خوب ظاہر ہے کہ کچھ لوگوں کو سرکار ﷺ نے تکذیب اور کتمانِ حق کی وجہ سے یہودی فرمایا تو وہابیہ وغیرہم جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم غیب ہی کے منکر ہیں اور دانستہ فضائل چھپاتے ہیں اور ضروریاتِ دین کو نہیں مانتے، یہ بھی بلاشبہ اس حدیث کے مصداق ہیں اور وہ حدیث جس میں فرمایا کہ اس کا ایمان نہیں جس کے پاس دیانت نہیں، ان منکرین کے حق میں اپنے ظاہری معنی پر ہے تو ان کی کلمہ گوئی اصلاً نہیں مفید نہیں۔

ذیابٌ فی ثیابٍ لب پہ کلمہ دل میں گستاخی
سلام اسلام ملحد کو کہ تسلیم زبانی ہے

یہاں سے ظاہر ہوا کہ حدیث میں قرب قیامت کی نشانیوں میں جو یہ فرمایا کہ کبیرہ گناہوں کو حلال ٹھہرائیں گے، یہ (جملہ) فقرہ سابقہ سے مربوط ہے اور دونوں میں علاقہ سبب ومسبب کا ہے۔ یعنی جب امانت ان سے مسلوب ہو جائے گی تو اس کا ضائع کرنا یہی ہے کہ وہ کبیرہ گناہوں میں بے پرواہی کے ساتھ مبتلا ہو جائیں گے یا معاذ اللہ انہیں دل سے حلال جان کر ایمان سے دور اور دین سے بے زار ہو جائیں گے۔

حدیث دونوں معنی کو شامل ہے اور دونوں فریق حدیث کے الگ الگ محمل کے اعتبار سے حدیث کے مصداق ہیں اور دوسرا فریق یعنی جو محرمات قطعیہ کو حلال جانے، مسلوب الامانت ایمان سے محروم، اسلام سے خارج ہیں اور اللہ کی عظمت کے لحاظ سے ہر گناہ اور ہر معصیت کبیرہ ہے اگرچہ بعض معاصی بمقابلۂ کبیرہ ہیں اور بعض صغیرہ ہیں اور کبیرہ کی جامع تعریف یہ ہے کہ وہ ہر ایسی معصیت ہے جس کے مرتکب پر کتاب وسنت میں وعید شدید آئی اور جس کے ارتکاب سے عدالت ساقط ہو جاتی ہے۔ جیسے سود خوری، یتیم کا مال کھانا، ماں باپ کی نافرمانی، قطع رحم، جادو، چغلی، جھوٹی گواہی اور حاکم کے پاس ناحق

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

لوگوں کی شکایت کرنا، زنا کی دلالی اورمحارم کے معاملہ میں بے غیرتی وغیرہ، یوں ہی وہ گناہ جس کے مرتکب پرلعنت وارد ہوئی، اسی طرح ہر صغیرہ جس پر اصرار کرے اور بار بار اس کا مرتکب ہو۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

لا کبیرة مع الاستغفار و لا صغیرة مع الاصرار (فیض القدیر، ج٦، ص٤٣٦)
یعنی، استغفار کے ساتھ کوئی گناہ کبیرہ نہیں رہتا اور اصرار کے ساتھ کوئی گناہ صغیرہ نہیں رہتا۔

جب سود خوری کی جانے لگے

یعنی قُربِ قیامت کے آثار میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ سود خوری عام طور پر مسلمانوں میں پائی جائے گی۔مسلمان ایک دوسرے سے سود کا لین دین کریں گے، یعنی ناپ تول والی جنس کو جیسے گیہوں، سونا، چاندی وغیرہ اسی جنس کے بدلے تفاضل کے ساتھ بیچیں گے، زیادہ لینے کی شرط پر مسلمان مسلمان کو ادھار دے گا۔(۷)

۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ قال رسول اللہ ﷺ یأتی علی الناس زمان لایبالی المرء ما أخذ منه أمن الحلال أم من الحرام (مشکوٰۃ شریف، ص ٢٤١)، یعنی فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ یہ خیال نہ کریں گے کہ انہوں نے حلال حاصل کیا یا حرام؟۔ چنانچہ آج بعض لوگ یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ ''آج کل تو حلال ملتا ہی نہیں'' چونکہ حلال میں فضول خرچی اور عیش و مستی کی گنجائش نہیں رہتی۔اس لئے لوگ یہ تاویل کر لیتے ہیں کہ ''آج کل تو حلال ملتا ہی نہیں''۔ حالانکہ حدیث پاک میں اس کی سخت وعید وارد ہے چنانچہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: لا یدخل الجنة لحم نبت من السُّحت و کل لحم نبت من السحت کانت النار أولی به (مشکوٰۃ شریف، ص ٢٤٢) یعنی، جنت میں وہ گوشت نہیں جائے گا جو مال حرام سے بنا اور جو گوشت حرام سے بنا ہو دوزخ اس کی زیادہ مستحق ہے۔اگر لوگ تقویٰ شعاری کے ذریعہ رزق حلال کمانے کی فکر کریں تو جو مشکلات کسب حلال میں پیش آ رہی ہیں ہر گز نہ آئیں، ہمارا حال تو یہ ہے کہ جو بھی ہو، جیسے بھی ہو، حلال ہو، حرام ہو، بس ہضم کرتے جاؤ۔۱۲، فاروقی غفرلہ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

یہاں سے معلوم ہوا کہ سود مسلمان اور مسلمان یا مسلمان اور ذمی کے درمیان مال معصوم میں ہوتا ہے اور اس پر خود حدیث کا پہلا فقرہ کہ ''نماز ضائع کریں گے'' قرینہ ہے۔

نیز اس حدیث کی تصریح فرمائی کہ مسلمان اور حربی کافر کے درمیان سود نہیں۔لہٰذا آج کل کفار سے زیادہ لینا سود کی حد میں نہیں آتا۔لہٰذا ان سے بغیر بدعہدی کے جو کچھ جس طریقے سے ملے، وہ مسلمان کے لئے جائز ہے۔

یہاں سے بینک اور ڈاکخانے کے منافع کا حکم معلوم ہوا۔تفصیل کے لئے ''رسالہ بینک''، مرتبہ مفتی قاضی عبدالرحیم بستوی مطبوعہ قادری بکڈپو، نومحلّہ بریلی شریف، ملاحظہ ہو۔

یونہی مسلم اپنے مسلمان بھائی کو قرض ادا کرنے کی صورت میں بلاشرط بطور انعام کچھ دے دیئے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔

مدرجہ بالا تقریر سے یہ بھی روشن ہوا کہ رِبا (سود) کے لئے قدر (ناپ تول) وجنس کی شرط ہے، اس صورت میں ان دونوں میں سے کوئی بات نہ پائی جائے تو سود نہ ہوگا۔لہٰذا نوٹ کے بدلے نوٹ کمی بیشی پر لینا دینا جب کہ یہ نقد ہو جائز ہے۔

تفصیل کے لئے ''کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم'' مصنّفہ امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت قُدس سرہٗ ملاحظہ ہو اور گیہوں کو جو وغیرہ مختلف جنس سے تفاضل کے ساتھ بیچنا جائز ہے کہ گیہوں اور جو ایک جنس نہیں اور روٹی کو گیہوں یا آٹے کے بدلے کمی یا زیادتی کے ساتھ بیچنا بھی جائز ہے۔اس لئے کہ یہاں جنس متحد ہے لیکن روٹی میں مقدار جو کہ شرط سود ہے، مفقود ہے۔

جب رشوت ستانی کی جانے لگے

پھر سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قربِ قیامت کی ایک اور نشانی یہ بتائی کہ رشوت کا لین دین لوگوں میں عام ہوگا گویا ان کے نزدیک وہ معمولی بات ہو۔حالانکہ اللہ و رسول (جلّ وعلا و صلی اللہ علیہ وسلم) کے نزدیک معمولی بات نہیں بلکہ سخت حرام ہے۔(۸)

۸۔ رشوت خوری اس قدر عام ہو چکی ہے کہ اپنے کو مذہبی اور قومی ہمدرد کہلانے والے بھی

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

قرآن شریف میں اس کی حرمت مُصرّح ہے اور حدیث میں فرمایا:

"لعن الله الراشي و المرتشي" (مسند امام احمد، ج ۲ ص ۳۸۷)

یعنی، اللہ کی لعنت ہیں رشوت لینے اور دینے والے پر۔

یعنی رشوت لینے والا مطلقاً مستحق لعنت ہے اور دینے والا بھی اسی رسی میں گرفتار ہے جب کہ ناجائز کام کے لئے رشوت دے یا بغیر مجبوری کے دے اور دفع ظلم اور جائز حق کی تحصیل کے لئے جب رشوت دیئے بغیر چارہ نہ ہو تو یہ صورت مستثنٰی ہے اور دینے والا اس وعید کا مصداق نہیں۔

جب قرآن کو گانا ٹھہرالیا جائے

یعنی تجوید کے قواعد کا لحاظ نہیں رکھیں گے اور قرأت کا جو طریقہ سرکار ﷺ کے زمانے

رشوت کو ہدیہ کا نام دے کر حلال سمجھنے لگے ہیں حالانکہ فقہائے کرام نے صاف تصریح فرما دی ہے کہ جو شخص کسی کو اس کے عہدہ پر فائز ہونے سے قبل رشتہ داری وغیرہ میں کچھ لیا دیا کرتا تھا تو اس کا لینا جائز ہے اور عہدہ پر فائز ہونے کے بعد لوگ جو بھی دیتے ہیں سب ''رشوت'' ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے:"استعمل النبی ﷺ رجلا من الأزد يقال له ابن اللتبيه على الصدقة فلما قدم قال هذا لكم و هذا أهدى لى فخطب النبى ﷺ فحمد الله و أثنى عليه ثم قال أما بعد! فإني استعمل رجالا منكم على أمور مما ولانى الله فيأتى أحدهم فيقول هذا لكم و هذه هدية أهديت لى فهلا جلس فى بيت أبيه أو بيت أمه فينظر أ يهدى له أم لا" یعنی، رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ ازد کے ابن لتبیہ نامی ایک شخص کو زکوٰۃ وصول کرنے کو بھیجا، جب وہ زکوٰۃ وصول کر کے لایا تو عرض کیا یہ بیت المال کا ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا: میں تم میں سے بعض لوگوں کو ان کاموں پر مقرر کرتا ہوں جن کا اللہ نے مجھے متولی بنایا ہے تو ان میں سے ایک آ کر کہتا ہے کہ یہ تمہارا ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے تو وہ اپنے باپ کے یا ماں کے گھر کیوں نہ بیٹھ گیا پھر دیکھتا کہ اسے ہدیہ ملتا ہے یا نہیں۔ اس حدیث پاک سے واضح ہوا کہ جو چیز عہدے کی وجہ سے ملے وہ رشوت ہے۔۱۲، فاروقی غفرلہ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

سے متوارث ہے اس کی پیروی نہ کریں گے یعنی گانے کے طور پر اُتار چڑھاؤ کے ساتھ قرآن پڑھیں گے یا ساز کے ساتھ قرآن کی تلاوت کریں گے۔

بلکہ ''اتقان فی علوم القرآن'' للامام جلال الدین سیوطی میں ہے کہ لوگوں نے تلاوت قرآن میں گانوں کی آوازیں ایجاد کرلیں، حضور ﷺ نے ایسے لوں کے بارے میں فرمایا کہ ''ان کے دل فتنوں میں ہیں اور جنہیں ان کا حال پسند ہو ان کے دل بھی فتنے میں ہیں''۔

جو طرز انھوں نے ایجاد کئے ان میں سے ایک کا نام ''ترعید'' رکھا اور وہ ہے کہ قاری کانپتی ہوئی آواز بنائے، گویا وہ ٹھنڈک سے یا تکلیف سے کانپ رہا ہے اور دوسرے طرز کا نام ''ترقیص'' رکھا اور وہ یہ ہے کہ حرف ساکن پر سکوت کا ارادہ کرے پھر وہاں سے حرکت کے ساتھ چل پڑے گویا وہ دوڑ لگا رہا ہے یا تیز رفتاری میں ہے۔

ایک طرز اور نکالا ہے جس کا نام ''تطریب'' رکھا اور وہ یہ ہے کہ قرآن کریم کو ترنم سے اور لحن سے پڑھے اس طور پر کہ جہاں مد نہیں کیا جاتا وہاں مد کرے اور مد میں بے جا خلاف قاعدہ زیادتی کرے اور ایک طرز کا نام ''تحزین'' ہے اور وہ یہ کہ قرآن کریم غمگین انداز میں پڑھے جسے خشوع وخضوع کے ساتھ روئے دیتا ہو۔

امام سیوطی کے الفاظ یوں ہیں:

قد ابتدع الناس قراء ة القرآن أصوات الغنا (الی ان قال) و قد قال فی ھٰؤلاء مفتونة قلوبھم و قلوب من یعجبھم شأنھم و مما ابتدعوہ شئ سمّوہ الترعید و ھو أن یرعد صوتہ کانہ یرعد من بر أو ألم او آخر سمّوہ الترقیص و ھو أن یروم السکوت علی الساکن ثم ینفر من الحرکة کانہ فی عدو أو ھرولة و آخر یسمی التطریب و ھو أن یترنم بالقرآن و یتغنم بہ فیمد غیر مواضع المد و یزد فی ما لا ینبغی و آخر یسمّی التحزین و ھو أن یأتی علی وجہ حزین یکاد یبکی مع خشوع و خضوع (اتقان، جزء ثانی، ص ۱۰۱)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اقول: اس میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے جب کہ تجوید کے ساتھ پڑھے اور قواعد قرأت کا لحاظ رکھے، دکھاوا مقصود نہ ہو بلکہ بے ساختہ رقت طاری ہو جائے۔ اس لئے علماء نے تصریح فرمائی، ان میں امام جلال الدین سیوطی بھی ہیں جو اسی ''اتقان'' میں فرماتے ہیں کہ ''قرآن کے وقت رونا مستحب ہے اور جو رونے پر قادر نہ ہو وہ رونی صورت بنائے اور حزن وخشوع تلاوت کے وقت مندوب ومحبوب ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

﴿وَ يَخِرُّوْنَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُوْنَ﴾ (سورۂ اسراء، آیت:۱۰۹)

یعنی، اور ٹھوڑی کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے۔

اور ''صحیحین'' میں وہ حدیث ہے جس میں حضرت عبداللہ ابن مسعود کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے قرآن پڑھنا مذکور ہے، اس میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ناگاہ حضور کی آنکھوں سے اشک رواں تھے۔

اور بیہقی ''شعب الایمان'' میں سعد ابن مالک سے مرفوعاً روایت ہے کہ بے شک قرآن حزن و بے چینی کی حالت اترا ہے تو جب اس کو پڑھو تو روؤ، پھر اگر تمہیں رونا نہ آئے تو رونی صورت بناؤ، اور اسی میں عبدالمالک ابن عمیر کی مرسل احادیث میں سے ایک حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم پر ایک سورت تلاوت کرتا ہوں تو جو روئے اس کے لئے جنت ہے پھر اگر تمہیں رونا نہ آئے تو روتے بنو۔

اور ''مسند ابو یعلی'' میں ہے کہ قرآن کو حزن کے ساتھ پڑھو، اس لئے کہ وہ حزن کے ساتھ اترا، اور طبرانی میں ہے کہ لوگوں میں سب سے اچھا قاری وہ ہے جو قرآن پڑھے تو غمگین ہو۔

اور ''شرح المہذب'' میں فرمایا کہ تحصیل گریہ کا طریقہ یہ ہے کہ جو پڑھ رہا ہے اس میں تہدید ووعید شدید اور جو عہد و پیماں ہیں ان میں غور کریں پھر اپنی کوتاہی یاد کرے، اب بھی اگر رونا نہ آئے اور غمگین نہ ہو تو اس بات کے نہ ملنے پر روئے اس لئے کہ یہ مصائب میں سے ہے۔

علامہ سیوطی قدس سرہ القوی کے الفاظ یہ ہیں:

يستحب البكاء عند قراءة القرآن و التبالى لمن لا يقدر عليه و

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

الحزن و الخشوع قال تعالیٰ و یحزون للأذقان یبکون و فی الصحیح حدیث قراء ۃ ابن مسعود علی النبی ﷺ و فیه فإذا عیناه تذرفان و فی "الشعب" للبیهقی عن سعد ابن مالك مرفوعاً أن هٰذا القرآن نزل یحزن و کآبة فاذا قرأتموه بکوا فإن لم تبکوا فتباکوا و فیه من مرسل عبد الملك بن عمیر أن رسول الله ﷺ قال أنی قارئ علیکم سورۃ فمن بکی فله الجنة فإن لم تبکوا فتباکوا، و فی "مسند أبی یعلی" حیدث أقرؤ القرآن بالحزن فإنه نزل بالحزن و عند الطبرانی أحسن الناس قراء ۃ من إذا قرأ القرآن بتحزن قال فی "شرح المهذّب" و طریقة فی تحصیل البکاء أن یتأمل ما یقرأ من التهدید و وعید الشدید و المواثیق و العهود ثم یتفکر فی تقصیره فیها فان لم یحضره عند ذلك حزن و بکاء فلیبك علی فقد ذلك فإنه من المصائب (اتقان، جزء ثانی، ص۱۰۷)

علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ: اسی (مذکورہ طرزوں) کے قبیل سے ایک بدعت وہ ہے کہ بہت سے لوگ اکٹھے ہوکر بیک آواز پڑھتے ہیں "افلا تعقلون" کو "أفل تعقلون" اور "قالوا آمنا" واؤ کے حذف کے ساتھ "قال آمنا" پڑھتے ہیں، جہاں مد نہیں ہے وہاں مد کرتے ہیں تاکہ جوانہوں نے اپنایا ان کا طریقہ بن جائے اور مناسب یہ ہے کہ اس کا نام "تحریف" رکھا جائے۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کے الفاظ یہ ہیں:

و من ذلك أحدثه هؤلاء الذین یجتمعون فیقرؤن کلّهم بصوت واحد فیقولون فی قوله تعالیٰ أفلا تعقلون أفل تعقلون بحذف الألف قال آمنا بحذف الواو یمدون ما لا یمد لیستقیم لهم الطریق التی سلوکها و ینبغی أن یسمّی التحریف انتهی (اتقان، جزء ثانی، ص۱۰۲)

اقول: بے شک تحریف ہے اور قصداً اس طور پر پڑھنے والا مستحق تحریف قرار پائے گا۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

یہاں سے ظاہر ہوا کہ مجرد تحسین صوت اور خوش الحانی جبکہ زیادتی ونقصان حروف اور مد مفرط اور تمطیط (بے جا کھینچ تان) سے پاک ہو اور قواعد قرآن کی رعایت کی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ یہ مسنون ہے۔ حدیث ابن حبان وغیرہ میں ہے:

زينوا القرآن بأصواتكم و فى لفظ عند الدارمى حسنوا القرآن باصواتكم فان الصوت الحسن يزيد القرآن حسناً و أخرج البزار وغيره حديث حسن الصوت زينة القرآن و فيه أحاديث صحيحة كثيرة فان لم يكن حسن الصوت حسنة ما استطاع بحيث لا يخرج إلى حد التمطيط (اتقان، جزء ثانی، ص ۱۰۷)

یعنی، قرآن کو اپنی آوازوں سے مزین کرو اور دارمی کی ایک روایت میں ہے قرآن کو اپنی آوازوں سے سنوارو۔ اس لئے کہ اچھی آواز قرآن کے حسن کو بڑھاتی ہے اور بزار وغیرہ نے حدیث روایت کی کہ اچھی آواز قرآن کی زینت ہے اور اگر قاری خوش آواز نہ ہو تو جہاں تک ہو سکے اچھی آواز بنائے۔ پرونے کی کوشش میں ''تمطیط'' کے حد نہ پہنچے۔

یہاں سے یہ معلوم ہوا کہ ''تمطیط'' جو ناجائز ہے وہ یہ ہے کہ مد میں بہت مبالغہ کرے اور حرکات کے اشباع میں مبالغہ کرے یہاں تک کہ زبر سے ''الف'' پیش سے ''واؤ'' زیر سے ''یا'' نمایاں ہو جائے یا جہاں ادغام کا محل نہیں وہاں ادغام کرے۔

نیز حدیث میں ہے سرکار ﷺ نے فرمایا:

اقرؤا القرآن بلحون العرب و أصواتها و إياكم و لحون أهل الكتابين و أهل الفسق فإنه سيجئ أقوام يرجعون بالقرآن ترجيع الغناء و الرهبانية (و فى نسخة و النوح) لا يجاوز حناجرهم مقتونة قلوبهم و قلوب من يعجبهم شانهم أخرجه الطبرانى و البيهقى (۹)

۹۔ اس حدیث پاک کو صاحب مشکوٰۃ نے ص ۱۹۱ پر اور صاحب ''تیسیر'' نے جلد، ص ۱۹۴ پر حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بایں الفاظ روایت کیا: ''قال رسول الله ﷺ اقرؤا

www.muftiakhtarrazakhan.com

یعنی، قرآن کو عربوں کے طرز اوران کی آواز کے ساتھ پڑھواور یہود و نصاریٰ کے طرز سے اپنے آپ کو دور رکھواوراہل فسق (۱۰) کے طرز سے بچو۔اس لئے کہ کچھ ایسے آئیں گے جوقرآن میں گانے کی طرح ''ترجیع'' (اتار چڑھاؤ) سے کام لیں گے اور اہل رہبانیت کے طور پر پڑھیں گے۔قرآن ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا، ان کے دل فتنوں میں پڑے ہیں اوران کے دل بھی جنہیں ان کا یہ حال بھلا لگتا ہو،اس حدیث کو طبرانی اوربیہقی نے روایت کیا۔

تلاوت میں ایک مذموم طریقہ یہ بھی ہے کہ عورتوں کی آواز بنا کر تلاوت کرے جو خودناجائز ہے تشبہ کی وجہ سے اور گانے کے طرز پر ہونے کی وجہ سے۔

علماءفرماتے ہیں کہ تفخیم کے ساتھ پڑھنا مطلوب ہے اس لئے حاکم کی حدیث میں ہے:

القرآن بلحون العرب و أصواتها و إياكم و لحون أهل العشق و لحون أهل الكتابين و سيجئ بعدي قوم يرجعون بالقرآن ترجيع الغناء و الرهبانية و النوح لا يجاوز حناجزهم مفتونة قلوبهم و قلوب الذين يعجبهم شانهم" یعنی،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن مجید عرب کے لحنوں میں پڑھواور یہود ونصاریٰ اہلِ عشق کے لحنوں سے بچو کہ عنقریب میرے بعد کچھ ایسے لوگ آنے والے ہیں جو قرآن آ، آ کرکے جیسے گانے کی تانیں اور راہبوں اور مرثیہ خوانوں کے اتار چڑھاؤ، قرآن ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا (یعنی ان کے دلوں پر کچھ اثر نہیں کرے گا) فتنے میں ہوں گے ان کے دل اور جنہیں ان کی یہ حرکت (یعنی اس طرح کی اُتار چڑھاؤ والی قرأت) پسند آئے گی ان کے دل بھی۔

۱۰۔ آج یہ بات حفاظ وقرّ ائے زمانہ میں عموماً مشاہدہ کی جاسکتی ہے کہ خوش الحانی اوراتار چڑھاؤ کا بڑا خیال کرتے ہیں اگرچہ سال کے گیارہ مہینے نماز کے قریب تک نہ گئے، داڑھی منڈوائی، حرام کاارتکاب کیا اور رمضان آتے ہی مصلّی پرکھڑے قرآن سنانے لگے، حدتو یہ ہے کہ عوام بھی صحیح القرأۃ قرّ اءکو پس پشت ڈال کرگانے جیسی قرأت اورعورت جیسی آواز والے قرّ اپسند کرتے ہیں بھلے ہی وہ مخارج کی صحیح ادائیگی اور تجوید سے نابلد ہوں۔۱۲، فاروقی

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نزل القرآن بالتفخيم قال الحليمی: و معناه أنه يقرأ علی قراءة الرجال و لا يخضع الصوت فيه ككلام النساء (اتقان، جزء ثانی، ص١٠٧، ١٠٨)

یعنی، قرآن تفخیم کے ساتھ اُترا، حلیمی نے فرمایا تفخیم کا معنی یہ ہے کہ قرآن کو مردوں کی تلاوت کے طرز پر پڑھے اور اس میں عورتوں کی بولی کی طرح آواز پست نہ کرے۔

جب اولاد دل کی گھٹن ہو جائیں

اس سے مراد اولاد میں نافرمانی (١١) کی کثرت ہے۔ ماں باپ کی نافرمانی اللہ جبار وقہار کی ناراضگی ہے۔ آدمی ماں باپ کو رضی کر لے تو وہ اس کے لئے جنت ہے اور اگر ناراض کر دے تو وہی اس کے لئے باعث دوزخ ہے۔

جب تک ماں باپ کو راضی نہ کرے گا اس کا کوئی فرض، کوئی نفل، کوئی عمل نیک اصلاً قبول نہ ہوگا۔ عذابِ آخرت کے علاوہ دنیا میں ہی جیتے جی اس پر سخت بلا نازل ہوگی۔

١١۔ آج والدین کے ساتھ نافرمانی کا معاملہ بھی آسانی سے مشاہدہ کیا جا سکتا ہے جب کہ والدین کی نافرمانی تو درکنار قرآنِ عظیم نے ان سے اونچی آواز میں بات کرنے بلکہ اُف یا ہوں تک کہنے کی سخت ممانعت فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿و لَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا﴾ (الإسراء، آیت ٢٣) ترجمہ: تو ان سے ہوں نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا۔ لیکن آج معاملہ اس کے برعکس ہے ہم نے ایسے بیٹوں کو بھی دیکھا ہے جو بڑھاپے میں اپنے والدین کی خدمت واطاعت کرنے کی بجائے انہیں طرح طرح کی اذیتیں دیتے ہیں، بیمار ماں باپ دوا وغیرہ تک کے لئے محتاج ہیں۔ کوئی پُرسان حال نہیں حتیٰ کہ اپنی بیوی کی خوشنودی کے لئے انہیں مار پیٹ کر گھروں سے بھی نکال دیتے ہیں جو ان کی دنیا وآخرت کی بربادی کا سبب ہے۔ چنانچہ خود اسی حدیث میں اسے قیامت کی نشانیوں میں شمار فرمایا ہے کہ مرد اپنی بیوی کی اطاعت کرے اور ماں کی نافرمانی کرے اور باپ کو دور رکھے۔١٢، فاروقی غفرلہ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

مرتے وقت معاذ اللہ کلمہ نصیب نہ ہونے کا خوف ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

”طاعةُ اللهِ طاعةُ الوالدِ و مَعصِيَةُ اللهِ مَعصِيَةُ الوالدِ“ (مجمع الزوائد، ج۸ ص۱۳۶)

یعنی، اللہ کی اطاعت والد کی اطاعت ہے اور اللہ کی معصیّت والد کی (نافرمانی)معصیّت ہے۔

نیز فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

”كل الذنوب يؤخر الله ما شاء منها إلى يوم القيامة إلا عقوق الوالدين فإن الله تعالىٰ يعجله لصاحبه فى الحياة قبل الممات“ (حاكم مستدرك، ج٤ ص١٥٦)

یعنی،سب گناہوں کی سزا اللہ تعالیٰ چاہے تو قیامت کے لئے اُٹھا رکھتا ہے مگر ماں باپ کی نافرمانی کی سزا اس کے جیتے جی (دنیا ہی میں) پہنچاتا ہے۔

نیز فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

”ملعونٌ مَن عَقَّ والدَيهِ، ملعونٌ مَن عَقَّ والدَيهِ، ملعونٌ مَن عَقّ والدَيهِ“ (ترغیب، ج ۳ ص ۲۸۷)

یعنی،ملعون ہے وہ جو اپنے والدین کو ستائے،ملعون ہے وہ جو اپنے والدین کو ستائے،ملعون ہے وہ جو اپنے والدین کو ستائے۔

امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں:

والدین کے ساتھ نیکی صرف یہی نہیں کہ ان کے حکم کی پابندی کی جائے اور ان کی مخالفت نہ کی جائے بلکہ ان کے ساتھ نیکی یہ بھی ہے کہ کوئی ایسا کام نہ کرے جو ان کو ناپسند ہو اگرچہ اس کے لئے خاص طور پر ان کا کوئی حکم نہ ہو۔اس لئے کہ ان کی ”فرماں برداری“ اور ان کو ”خوش رکھنا“ دونوں واجب ہیں اور نافرمانی اور ناراض کرنا حرام ہے“۔(حقوق والدین،ص ۳۸)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

والدین اس کے لئے اللہ جلّ شانہٗ اور رسول اللہ ﷺ کے سائے اور ان کی ربوبیّت ورحمت کے مظہر ہیں، یہی وجہ ہے کہ قرآن عظیم میں اللہ جل جلالہٗ نے اپنے حق کے ساتھ ان کا حق بھی ذکر فرمایا:

﴿اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ﴾ (سورۂ لقمان، آیت ۱۴)

ترجمہ: حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔

حدیث پاک میں ہے کہ ایک صحابی رسول نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! ایک راہ میں ایسے گرم پتھروں پر کہ اگر گوشت ان پر ڈالا جاتا کباب ہو جاتا، میں چھ میل تک اپنی ماں کو اپنی گردن پر سوار کر کے لے گیا ہوں، کیا میں اب اس کے حق سے عہدہ برآ ہو گیا، ارشاد ہوا:

لعلّه ان يكون بطلقة واحدة (مجمع الزوائد، ج ۸ ص ۱۳۷)

یعنی، تیرے پیدا ہونے میں جس قدر درد کے جھٹکے اُس نے اٹھائے ہیں شاید اُن میں سے ایک جھٹکے کا بدلہ ہو سکے۔

بالجملہ والدین کا حق وہ نہیں کہ انسان اس سے عہدہ برآ ہو سکے۔ وہ اس کی حیات و وجود کے سبب ہیں تو جو کچھ نعمتیں دینی و دنیاوی پائے گا سب انہیں کے طفیل میں کہ ہر نعمت و کمال وجود پر موقوف ہے اور وجود کے سبب وہ ہوئے تو صرف ''ماں باپ'' ہونا ہی ایسے عظیم حق کا موجب ہے جس سے کبھی بری الذمہ نہیں ہو سکتا، نہ کہ اس کے ساتھ اس کی پرورش میں کوشش، اس کے آرام کے لئے ان کی تکلیفیں خصوصاً پیٹ میں رکھنے، پیدا کرنے، دودھ پلانے میں ماں کی اذیتیں، ان کا شکر کہاں تک ادا ہو سکتا ہے؟

جب علماء اہلِ ثروت کے لئے سینوں پر ہاتھ باندھے جھکیں

اس سے مراد علماء کے گروہ میں وہ فساق ہیں جو مال و جاہ کی لالچ میں اہلِ ثروت کے لئے جھکیں گے جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال ٹھہرائیں گے اور دنیا داروں واس کی خواہش کے موافق فتویٰ دیں گے جیسا کہ آگے اسی حدیث میں بیان ہوا،

www.muftiakhtarrazakhan.com

اس سے مقصود علماء (۱۲) اور عوام دونوں کی تحذیر و تنبیہ ہے۔

امام جلال الدین سیوطی حضرت عبد اللہ ابن مبارک سے اپنی کتاب ''اللآ لی المصنوعہ'' میں حدیث روایت کرتے ہیں جس کو انہوں نے ابومعن سے روایت کیا، انہوں نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی سہیل ابن حسان کلبی نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک وہ چکنی پھسلنی چٹان جس پر علماء کے پیر نہیں جمتے ''طمع'' ہے۔

۱۲۔ رُشد و ہدایت کی راہ سے بھٹکنے والے علمائے سُوء ہی عموماً سرمایہ داروں کے پاس جاتے ہیں اور چند ٹکوں کی خاطر اپنا فضل و وقار ان کے پاس گروی رکھ دیتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: إن أُناسا من أمتي سيتفقهون في الدين و يقرؤن القرآن و يقولون نأتي الأمراء فنصيب من دنياهم و نعتزلهم بديننا و لا يكون ذلك كما لا يجتنى من القتاد الشوك كذلك لا يجتنى من قُربهم (سنن ابن ماجه، ص ۲۳) یعنی میری امت میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو دین کی سمجھ حاصل کریں گے اور قرآن پڑھیں گے پھر سرمایہ داروں کے پاس جائیں گے اور کہیں گے کہ ہم سرمایہ داروں کے پاس جاتے ہیں اور ان سے دنیا حاصل کرتے ہیں اور اپنا دین بچا کر الگ ہو جاتے ہیں حالانکہ ایسا ہو ہی نہیں سکتا جس پر قتاد (ایک کانٹے دار درخت) سے کانٹوں کے سوا کچھ نہیں مل سکتا، اسی طرح سرمایہ داروں کے قُرب سے کچھ نہیں حاصل ہوسکتا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: لو أن أهل العلم صانوا العلم و وضعوه عند أهله لسادوا به أهل زمانهم و لكنهم بذلوه لأهل الدنيا لينالوا به من دنياهم فهانوا عليهم (مشكوٰة شريف، ص ۳۷)، یعنی، اگر علماء اپنا علم محفوظ رکھتے اور اُسے ذی صلاحیت انسانوں پر خرچ کرتے تو زمانہ کے سردار بن جاتے مگر انہوں نے دنیا کے حصول کے لئے اپنا علم اہلِ دنیا پر خرچ کیا جس کی وجہ سے اہلِ زمانہ کی نظروں میں ذلیل و خوار ہوگئے۔ آج کا یہ منظر بھی ہماری نگاہوں کے سامنے ہے کہ علما نے آخرت سے بے فکر ہو کر اس فانی دنیا کا حصول ہی اپنے علم کا مقصد بنا رکھا ہے اور سیاسی لیڈر بننے اور شہرت و دولت حاصل کرنے میں سرگراں ہیں، بعض ناعاقبت اندیش نام نہاد علماء اخبارات میں چھپنا اپنی معراج تصور کرتے ہیں اور طرح طرح کے لایعنی اور گمراہ کن بیانات دے کر قوم اور ذمہ داران قوم کو بدنام کرتے ہیں۔ ۱۲، فاروقی غفرلہ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

”عن أبی معن عن أسامة بن زید مرفوعاً ان الصفا الزلال لأهل العلم الطمع، لا یصحُّ، محمد بن مسلمة ضعیف جداً و كذا خارجة (قلتُ) أخرجه ابن المبارك فی ”الزُّهد“ عن أبی معن قال حدثنی سهیل بن حسان الكلبی أن رسول الله ﷺ قال: إن الصفا الزلال الذی لا یثبت علیه اقدام العلماء الطمع و الله أعلم“ (اللآلی المصنوعة، ج۱ ص ۲۱۰)

اسی میں حضرت انس سے مرفوعاً مروی ہے کہ علماء اللہ کے رسولوں کے بندوں کے پاس امین ہیں جب تک بادشاہ سے نہ ملیں اور دنیا میں دخل نہ دیں تو جب دنیا میں دخل دینے لگیں اور بادشاہوں سے مل جائیں تو بے شک انہوں نے رسولوں کے ساتھ خیانت کی تو ان سے دور رہو۔ حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں:

”عن أنس مرفوعاً العلماء أمناءُ الرُّسُل علی العباد ما لم یخالطوا السلطان و یدخلوا فی الدنیا فإذا دخلوا فی الدینا و خالطوا السلطان فقد خانوا الرسول فاعتزلوهم“ (اللآلی المصنوعة، ج۱، ص۲۱۹)

مگر سارے علماء کا یہ حال نہ ہوگا ”بخاری شریف“ کی حدیث میں وارد ہوا جو حضرت امیر معاویہ سے مروی ہے کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا: اللہ جس سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو فقیہ (دین کی سمجھ رکھنے والا) بناتا ہے اور میں تو بانٹنے والا ہوں اللہ دیتا ہے۔ میری امت کا ایک گروہ اللہ کا حکم آنے تک اللہ کے دین پر قائم رہے گا۔ ان کے مخالف انہیں کچھ نہ نقصان پہنچا سکیں گے۔ حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں:

”عن ابن شهاب قال قال حمید بن عبد الرحمن سمعتُ معاویة خطیباً یقول سمعتُ النبی ﷺ یقول: من یرد الله به خیراً یفقِّهه فی الدِّین و إنما أنا قاسم و الله یعطی و لن تزال هذه الأمة قائمة علی أمر الله لا یضرّهم من خالفهم حتی یأتی أمر الله“ (بخاری شریف، ج۱ ص ۶۱)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ قیامت کے خیار علماء جو شریعت کے پاسبان اور دین کے فقیہ ہیں، ہوتے رہیں گے۔ وہ خود دین پر قائم رہیں گے اور ان کی برکت سے ان کے سچے متبعین کہ اہلِ سنت و جماعت ہیں دین قائم رہیں گے۔

اس پر خود اسی حدیث میں قرینہ موجود کہ فرمایا قرّ اء بکثرت ہوں گے اور فقہاء کم رہ جائیں گے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ ایسے لوگ قیامت آنے تک آتے رہیں گے اور یہ جو فرمایا کہ قاری بکثرت ہوں گے، فقرۂ سابقہ سے ملانے پر یہ سمجھ میں آتا ہے کہ قاریوں کی کثرت سے ایسے لوگ مراد ہیں جو قرآن تو پڑھیں گے لیکن اس کے معنی میں فہم و تدبر سے کام نہ لیں گے اور اس طرح صحابہ کرام کا وہ طریقہ جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے انہوں نے لیا اور ان کے متبعین میں رائج ہوا، متروک ہو جائے گا۔

حضرت ابو عبد الرحمٰن سُلَمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا ہم سے حدیث بیان کی ان صحابی نے جو ہم کو قرآن پڑھاتے تھے کہ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے دس آیتیں سیکھتے تھے تو دوسری دس آیتوں کی قرأت نہ شروع کرتے جب تک کہ جو ان میں علم و عمل ہے، جان نہیں لیتے۔ انہوں نے فرمایا تو حضور ﷺ ہم کو علم و عمل دونوں کی تعلیم دیتے تھے۔

اس حدیث جلیل سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کو کائنات کے تمام واقعات کی خبر ہے، ماضی و مستقبل سب کا علم ہے، عالم کا ذرہ ذرہ پیش نظر ہے، قرب قیامت کی نشانیاں اور خود قیامت سب مشاہد میں ہیں۔

علماء فرماتے ہیں کہ سرکار علیہ الصلاۃ والسلام دنیا سے تشریف نہ لے گئے مگر اس حال میں کہ اللہ نے حضور کو اس سے مطلع فرمادیا کہ قیامت کب آئے گی، اس کی تعیین لوگوں سے پوشیدہ رکھنے کا سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کو حکم دیا بلکہ بعض احادیث سے قیامت کے احوال کا بھی پیش نظر ہونا ثابت ہے۔

علمائے کرام کی اس رائے کی تائید ایک دوسری حدیث سے مستفاد ہوتی ہے۔ یہ حدیث حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جو ''کنز العمال'' (ج ۱۴،

www.muftiakhtarrazakhan.com

ص ۵۸۳) پر موجود اور خاصی طویل ہے۔

اس میں حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلاۃ والسلام کے دفن کے تھوڑے عرصہ بعد ایک ہوا کا ذکر ہے جو یمن کی طرف سے چلے گی۔ روئے زمین پر جتنے مسلمان اس وقت ہوں گے یہ ہوا ان کی روح قبض کرلے گی اور قرآن کو ایک ہی رات میں اٹھا لیا جائے گا تو انسانوں کے سینوں میں اور ان کے گھروں میں اس میں سے کچھ نہ رہے گا تو ایسے لوگ رہ جائیں گے جن میں نہ کوئی نبی ہوگا، نہ قرآن کا علم ہوگا اور نہ ان میں کوئی مسلمان ہوگا۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو ابن عاص نے فرمایا: تو یہاں پر ہم سے قیامت کے برپا ہونے کا وقت چھپا لیا گیا تو ہم نہیں جانتے کہ ان لوگوں کو کتنی مہلت دی جائے گی۔

حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں:

عن عبد الله بن عمرو أن رجلا قال له: أنت الذی تزعم أن الساعة تقوم إلی مائة سنة، قال: سبحان الله و أنا أقول ذلك! و من يعلم قيام الساعة إلا اللّٰه! إنما قلتُ: ما كان رأس مائة للخلق منذ خُلقت الدنيا إلا كان عند رأس المائة أمر، قال ثم يوشك أن يخرج ابن حمل الضأن، قيل و ما ابن حمل الضأن؟ قال رومیّ أحد أبويه شيطان، يسير إلی المسلمين فی خمسمائة ألف بحراً حتی ينزل بين عكا و صور ثم يقول: يا أهل السفن أخرجوا منها، ثم أمر بها فأحرقت، ثم يقول لهم لا قسطنطينية لكم و لا رومية حتی يفصل بيننا و بين العرب، قال فيستمد أهل الإسلام بعضهم بعضا حتی تمدهم عدن أبين علی قلصاتهم فيجتمعون فيقتلون فتكاتبهم النصاری الذين بالشام و يخبرونهم بعورات المسلمين فيقول المسلمون: الحقوا فكلكم لند عدوّ حتی يقضی الله بيننا و بينكم، فيقتلون شهراً لا يكلّ لهم سلاح و لا لكم و يقذف الطير عليكم و عليهم، قال و بلغنا إنه إذا كان رأس الشهر قال ربكم:

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اليوم أسلّ سيفيى فأنتقم من أعدائى و أنصر أوليائى، فيقتلون مقتلة ما رُئِىَ مثلها قط حتى ما تسير الخيل إلا على الخيل و ما يسير الرجل إلا على الرجل، و ما يجدون خلقاً يحول بينهم و بين القسطنطينية، و لا رومية، فيقول أميرهم يومئذ لا غلول اليوم، من أخذ اليوم شيئاً فهو له قال فيأخذون ما يخف عليهم و يدعون ما ثقل عليهم فبينما هم كذلك إذا جاء هم إن الدجال قد خلفكم فى ذراريكم، فيرفضون ما فى أيديهم و يقبلون، و يصيب الناس مجاعة شديدة حتى أن الرجل ليحرق وتر قوسه فيأكله، و حتى أن الرجل ليحرق حجفته فيأكلها حتى أن الرجل ليكلّم أخاه فما يسمعه الصوت من الجهد، فبينما هم كذلك إذ سمعوا صوتاً من السماء أبشروا فقد أتاكم الغوث فيقولون: نزل عيسى ابن مريم، فيستبشرون و يستبشر بهم صل يا روح الله فيقول إن الله اكرم هذه الأمة فلا ينبغى لأحد أن يؤمهم إلا منهم، فيصلى أمير المؤمنين بالنّاس قيل: و أمير الناس يومئذ معاوية بن أبى سفيان قال لا، يُصلّى عيسى خلفه فاذا نصرف عيسى دعا بحربته فأتى الدجال فقال رويدك يا دجال يا كذاب فإذا رأى عيسى و عرف صوته ذاب كما يذوب الرصاص إذا أصابته النار و كما تذوب الألية إذا أصابتها الشمس و لو لا أنه يقول رويدًا، لذاب حتى لا يبقى منه شئ، فيحمل عليه عيسى فيعطن بحربته بين ثدييه فيقتله و يفرق جنده تحت الحجارة و الشجرة، و عامة جنده اليهود و المنافقون، فينادى الحجر يا روح الله هذا تحتى كافر فاقتله، فيأمر عيسى بالصليب و فيكسر و بالخنزير فيقتل و تضع الحرب اوزارها حتى ان الذئب ليربض إلى جنبه ما يغمز بها، و حتى أن

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

الصبیان لیلعبون بالحیات ما تنهشهم، و یملأ الارض عدلًا، فبینما هم کذلك إذ سمعوا صوتاً قال: فتحت یأجوج و مأجوج و هو کما قال الله تعالیٰ ﴿وَ هُمْ مِنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ﴾ فیفسدون الارض کلّها حتی أن أوائلهم لیاتی النهر العجاج فیشربونه کله و أن آخرهم لیقول قد کان ههنا نهر و یحاصرون عیسی و من معه بیت المقدس و یقول ما نعلم فی الارض أحدًا إلا ذبحناه، هلموا نرمی من فی السماء فیرمون حتی ترجع إلیهم سهامهم فی نصولها الدم للبلاء فیقولون ما بقی فی الارض و لا فی السماء فیقول المؤمنون یا روح الله ادع علیهم بالفناء فیدعوا الله علیهم، فیبعث النغف فی آذانهم فیقتلهم فی لیلة واحدة، فتنتن الأرض کلها فی جیفهم فیقولون یا روح الله نموت من النتن فیدعوا الله، فیعث وابلا من المطر فجعله سیلا فیقذفهم کلهم فی البحر ثم یسمعون صوتاً فیقال مه؟ قیل غزی البیت الحصین فیبعثون جیشا فیجدون اوائل ذلك الجیش و یقبض عیسی ابن مریم و ولیه المسلمون و غسلوه و حنطوه و کنفوه و صلوا علیه و حفروا له و دفنوه، فیرجع أوائل الجیش و المسلمون ینفضون أیدیهم من تراب قبره، فلا یلبثون بعد ذلك إلا یسیرا حتی یبعث الله الریح الیمانیة، قیل و ما الریح الیمانیة؟ قال ریح قِبَل الیمن لیس علی الارض مؤمن یجد نسیمها إلا قبضت روحه قال و یسری علی القرآن فی لیلةٍ واحدةٍ و لا یترك فی صدور بنی آدم و لا فی بیوتهم منه شئ إلا رفعه ا لله فیبقی الناس لیس فیهم نبی و لیس فیهم قرآن و لیس فیهم مؤمن قال عبد الله بن عمرو فعند ذلك أخفی علینا قیام الساعة فلا ندری کم یترکون کذلك تکون الصیحة، قال و لم تکن صیحة قط إلا

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بغضب من الله علی أهل الأرض، قال و قال الله تعالیٰ ﴿وَ مَا يَنْظُرُ هٰـؤُلَآءِ إِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ﴾ (سورہ ص، آیۃ ۱۵) قال فلا أدری کم یترکون کذلك" (کنز العمال، ج ۱٤، ص ۵۷۹)

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ ان سے قیامت کے وقت چھپا لیا گیا اور چھپانے والے حضور علیہ الصلاۃ والسلام ہے تو یہ چھپانا اس امر کی دلیل ہے کہ سرکار ﷺ کو قیامت کے برپا ہونے کے وقت کی خبر تھی مگر بتانے کا حکم نہ تھا اس لئے صحابہ کرام سے چھپایا۔

''بخاری شریف'' کتاب الوضو میں حضرت اسماء بنت ابو بکر سے حضور ﷺ نے فرمایا: کوئی ایسی چیز نہیں جو میں نے اب سے پہلے نہ دیکھی تھی مگر یہ کہ ان کو ایسے مقام پر دیکھا یہاں تک کہ جنت دوزخ کا مشاہدہ فرمالیا اور بے شک میری طرف وحی آتی ہے کہ تم اپنی قبروں میں آزمائے جاؤ گے فتنۂ دجال کے مثل یا اس کے قریب تم میں سے ہر ایک کے پاس فرشتے آئیں گے، تو پوچھا جائے گا اس شخص کے بارے میں (یعنی حضور ﷺ کے بارے میں) تمہارا کیا علم ہے؟ تو مومن یا موقن (شک راوی) کہے گا کہ یہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، ہمارے پاس روشن نشانیاں اور ہدایت لے کر آئے تو ہم نے ان کا کہا مانا اور ایمان لائے اور ان کی پیروی کی، تو اس سے کہا جائے گا سوجا بھلا چنگا، اس سے کہا جائے گا کہ ہمیں معلوم تھا بے شک تو مومن ہے، اور منافق یا مرتاب (شک راوی) کہے گا میں نہیں جانتا میں نے لوگوں کو کچھ کہتے سنا تو میں نے وہی کہا۔ حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں:

"عن جدتها أسماء بنت أبی بکر أنها قالت أتیت عائشة زوج النبی ﷺ حین خسف الشمس فإذا الناس قیام یصلّون فإذا هی قائمة تصلّی فقلت ما للنّاس فأشارت بیدها نحو السماء و قالت سبحان الله فقلت اٰیة فأشارت أن نعم فقمتُ حتی تجلانی الغشی و جعلت أصب فوق رأسی مآء فلما انصرف رسول الله ﷺ حمد الله و أثنی علیه ثم قال ما من شئ کنتُ لم أره إلا قد رأیت فی مقامی هذا حتی الجنة و النار و لقد أوحی إلی أنکم تفتنون فی

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

القبور مثل أو قريباً من فتنة الدجال لا أدری أی ذلك قالت أسماء يؤتى أحدكم فيقال له ما علمك بهذا الرجل فأما المؤمن أو الموقن لا أدری أی ذلك قالت أسمآء فيقول هو محمد رسول الله جآء نا بالبينات و الهُدى فأجبنا و اٰمنا و اتبعنا فيقال نم صالحاً فقد علمنا ان كنت لمؤمنا و أما المنافق او المرتاب لا أدری أی ذلك قال أسماء فيقول لا أدری سمعت الناس يقولون شيئاً فقلته“ (بخاری شریف، ج ۱، ص ۳۰، ۳۱)

جب مسجدیں آراستہ کی جائیں

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ قربِ قیامت کی نشانیوں میں جو باتیں شمار کی گئیں وہ سب ناجائز وحرام نہیں۔ان میں کچھ وہ بھی ہیں جو جائز و مباح ہیں مثلاً مصحف شریف کو سونے چاندی سے مزین کرنا اور مسجد کو نقش ونگار سے آراستہ کرنا امر مباح ہے۔(۱۳)

۱۳۔ لیکن افسوس کہ آج ہماری مسجدیں دل کو منتشر کر دینے والے رنگ برنگے ٹائلس، دیدہ زیب جھالر و فانوس ہفت رنگے قمقموں، دلفریب مرمریں فرش، بیش بہا نقش و نگار والے پردوں، اونچے اونچے میناروں اور دیگر دنیاوی زیب وزینت اور آرام وراحت کی چیزوں سے تو آباد ہیں مگر نمازیوں سے یکسر خالی ہیں۔ سچ کہا ہے کسی کہنے والے نے۔

مسجد تو بنا لی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی تھا برسوں میں نمازی نہ بن سکا

اور جو نمازی ہیں وہ دنیا کی ساری باتیں لے کر مسجد ہی میں بیٹھ جاتے ہیں حالانکہ فقہاء کرام نے مساجد میں دنیا کی جائز باتیں بھی کرنا ممنوع قرار دی ہے۔اور قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی کہ لوگ مساجد میں دنیا کی باتیں کریں گے چنانچہ کنز العمال (ج ۱۴) پر ہے:”لا تقوم الساعة حتى يتباهى الناس فى المساجد“ (یعنی قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک لوگ مسجدوں میں فخریہ باتیں نہ کرنے لگیں)۔بیہقی نے ”شعب الایمان“ میں امام حسن بصری سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

''درمختار'' (ج٦ ص ٣٨٦) میں ہے:

"و جاز تحلية المصحف (اى بالذهب و الفضة) لما فيه من تعظيمه كما فى نقش المسجد"

یعنی، مصحف کو اس کی تعظیم کی خاطر سونے اور چاندی سے مزین کرنا جائز ہے، جیسے مسجد کو آراستہ کرنا۔

اور مسجد کے نقش ونگار کے جواز پر خود حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما شاہد ہے کہ فرمایا: لتزخرفنھا، تم ضرور مسجدوں کو منقش کروگے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے اس امر کی ممانعت نقل نہ فرمائی۔

خود حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل اس کے جواز پر شاہد عدل ہے۔

''بخاری شریف'' میں ہے کہ مسجد حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانے میں پکی اینٹ کی بنی تھی اور اس کی چھت کھجور کے پتوں کی تھی اور ستون کھجور کی لکڑی کے تھے، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں توسیع فرمائی اور اس کو اسی طرح بنایا اینٹ اور کھجور کے پتوں سے جیسی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانے میں تھی اور اس کے ستون نقشیں پتھر کے بنائے اور بیش قیمت لکڑی کی چھت بنائی۔ حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں:

"عن عبد الله بن عمر أخبره أن المسجد كان على عهد رسول الله ﷺ مبنياً باللبن و سقفه الجريد و عمده خشب النخل فلم يزد فيه ابو بكر شيئاً و زاد فيه عمر و بناه على بنيانه فى عهد رسول الله ﷺ باللبن و الجريد و أعاد عُمده خشباً ثم غيره عثمان فزاد فيه زيادة

آئے گا کہ مسجدوں میں دنیاوی باتیں ہوا کریں گی، تم ان کے پاس نہ بیٹھنا کہ اللہ کو ان کی کوئی پرواہ نہیں۔ (بحوالہ بہار شریعت، ج١، حصہ سوم، ص ١٨١)۔ نیز فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ: "اذا زخرفتم مساجدكم و حليتم مصاحفكم فالدمار عليكم" (كنز العمال، ج ١٤، ص ٢١٠) یعنی جب تم اپنی مسجدوں کو سجانے لگو اور قرآن کو دیدہ زیب بنانے لگو تو سمجھ لو کہ تمہاری ہلاکت کا وقت قریب ہے۔١٢، فاروقی غفرلہ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کثیرۃ و بنی جدارہ بالحجارۃ المنقوشۃ و القصۃ و جعل عمدہ من حجارۃ منقوشہ و سقفہ بالساج" (بخاری شریف، ج ۱، ص ۶۴)

یہاں سے معلوم ہوا کہ ہر نئی بات جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نہ تھی، ناجائز نہیں بلکہ یہ (بدعت) کبھی واجب ہوتی ہے جیسے گمراہوں کے ردّ کے لئے دلائل قائم کرنا اور کتاب وسنت کو سمجھنے کے لئے نحو وصرف وغیرہ مبادی کو سیکھنا اور کبھی مستحب ہوتی ہے جیسے سرائے اور مدرسے بنانا اور ہر وہ نیکی جو صدر اول میں نہ تھی اور کبھی مکروہ ہوتی ہے جیسے ایک قول پر مسجد کا نقش ونگار اور کبھی مباح ہوتی ہے جیسے لذیذ کھانے، کپڑے اور توسق وغیرہ کما فی رد المحتار۔

اور ضابطہ یہ ہے کہ جس چیز سے اللہ جلّ وعلا و رسول ﷺ نے سختی سے منع فرمایا وہ ممنوع وناجائز ہے اور جس سے منع نہ فرمایا وہ ممنوع نہیں بلکہ مباح ہے اور "الأصل فی الأشیاء إباحۃ" اشیاء میں اصل اباحت ہے۔

جب مہینے گھٹ جائیں

''مجمع بحار الانوار'' میں ہے: اہلِ ہیئت نے کہا کہ دائرۃ البروج، دائرہ معدل النہار پر مستقبل میں منطبق ہو جائے گا۔ توضیح اس مقام کی یہ ہے کہ قطب شمالی اور قطب جنوبی کے درمیان ایک دائرۂ عظیمہ مانا گیا ہے جس کا فصل دونوں قطبوں سے برابر ہے یعنی وہ دائرہ عظیمہ قطب شمالی سے ۹۰ درجے پر ہے اور قطب جنوبی سے بھی ۹۰ درجے پر ہے، اسی دائرۂ عظیمہ کا نام دائرۂ معدل النہار ہے۔

۱۲/ مارچ اور ۲۴/ ستمبر کو آفتاب دائرہ معدل النہار پر حرکت کرتا ہے اور ۲۲/ جون کو آفتاب جس نقطہ سے طلوع کرتا ہے، اس نقطے سے ۲۳ درجہ ۲۷ دقیقہ جنوب میں معدل النہار ہے۔

یونہی ۲۲ جون کو جس نقطہ پر آفتاب غروب کرتا ہے، اس نقطے سے بھی ۲۳ درجہ ۲۷ دقیقہ جنوب معدل النہار ہے اور ۲۲/ دسمبر کو آفتاب جس نقطے سے طلوع کرتا ہے اس نقطے سے ۲۳ درجہ ۲۷ دقیقہ شمال میں معدل النہار ہے۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

یونہی ۲۲ ر دسمبر کو جس نقطہ پر آفتاب غروب کرتا ہے، اس نقطہ سے بھی ۲۳ درجہ ۲۷ دقیقہ شمال میں معدل النہار ہے یعنی ۲۲ ر جون اور ۲۲ ر دسمبر کے مطلع کے عین وسط میں معدل النہار ہے۔ یونہی ۲۲ ر جون اور ۲۲ ر دسمبر کے مطلع کے جائے غروب کے بیچ و بیچ معدل النہار ہے۔

اس کو معدل النہار اس لئے کہا جاتا ہے کہ سورج جب اس دائرہ کے سیدھ میں آتا ہے تو تمام مقامات میں دن رات تقریباً برابر ہوتے ہیں جو دائرۂ معدل النہار کو اس طرح قطع کرتا ہے کہ دونوں قطبوں میں ۲۳ درجہ ۲۷ دقیقہ فصل رہتا ہے۔ اسی دائرۂ عظیمہ کو دائرۃ البروج یا منطقۃ البروج کہتے ہیں۔ اس دائرہ سے ستاروں کی حرکات کی مقدار طول اور میل شمس معلوم ہوتا ہے۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ جب تک یہ دائرۂ عظیمہ، دائرۂ معدل النہار کو اس طور پر کاٹتا ہوا چلے گا کہ مندرجہ بالا فاصلہ دونوں میں قائم رہے اور جب تک حرکت شمس معمول کے مطابق رہے۔

''تفسیر کبیر'' میں امام رازی علیہ الرحمہ نے ﴿وَ اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ﴾ کی تفسیر میں ایک قول یہ نقل کیا:

"القيت و رميت عن الفلك" (تفسير كبير، ج ٣١ ص ٦٦)

یعنی، جب سورج فلک سے نیچے ڈال دیا جائے۔

اس سے اس قول کی تائید اور حدیث کی تصدیق مستفاد ہوتی ہے اور اس صورت میں خود آیت کریمہ سے مضمون حدیث کی تصدیق ثابت ہے اور حدیث کا مضمون مفہوم آیت کا بیان ہے کہ سورج جب اپنے مدار سے نیچے جو زمین سے کروڑوں میل اُوپر ہے، اپنے مدار سے نیچے پھینکا جائے گا تو لامحالہ اس کا دائرہ چھوٹا ہوتا جائے گا اور نیچے آنے کے سبب اس کی حرکت تیز ہو جائے گی تو مسافت بھی کم اور حرکت شمس بھی تیز ہوگی۔

لہٰذا بداہۃً زمانے کی مقدار گھٹ جائے گی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

حدیث مروی ہے کہ جب قیامت قریب ہوگی، زمانہ قریب ہوجائے گا (تھوڑارہ جائے گا) تو سال مہینہ کی طرح اور مہینے جمعہ کی طرح اور جمعہ کی مدت اتنی ہوگی جتنی دیر میں کھجور کی ٹہنی آگ میں جل جائے۔حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

”عن أبی هریرة قال قال إذا اقتربت الساعة تقارب الزمان فتکون السنة کالشهر و الشهر کالجمعة و الجمعة کاحتراق السعفة فی النار“ (کنز العمال، ج١٤، ص٢٢٧)

سال اورمہینہ وغیرہ کی مقدار قائم رہے گی اور یہ فاصلہ جتنا کم ہوتا جائے گا اس کے نتیجہ میں دائرۃ البروج دائرۂ معدل النہار سے بتدریج نزدیک ہوتا جائے گا اور زمانے کی مقدار گھٹتی جائے گی۔

یہاں سے ظاہر ہوا کہ یہ جو فرمایا گیا کہ مہینے گھٹ جائیں گے، اپنے ظاہری معنی پر ہے اور کوئی وجہ حقیقی معنی سے مانع نہیں تو وہی حقیقتاً مراد ہے اور حدیث جو آخر میں ذکر کی گئی وہ فقرۂ حدیث سے فقرۂ مذکورہ کی تفسیر ہے۔وللّٰہ الحمد

بالجملہ مضمون حدیث اپنے ظاہر پر ہے اور ظاہری معنی مراد لینے میں نہ کوئی استحالہ ہے نہ کوئی اور دلیل شرعی ایسی ہے جو ظاہری معنی سے عدول کی مقتضی ہے بلکہ ”بخاری شریف“ میں اس مضمون کو مؤید حدیث موجود ہے جس میں ”تقارب الزمان“ فرمایا گیا، جس سے زمانے کا باہم قریب ہونا ظاہراً مستفاد ہے۔”مسلم شریف“ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ذکر فرمایا، صحابہ نے عرض کیا زمین میں دجال کی مدت اقامت کتنی ہوگی؟ فرمایا: چالیس دن، ایک دن ایک سال جیسا ہوگا اور ایک دن ایک مہینے جیسا ہوگا اور ایک دن ایک جمعہ جیسا یعنی ایک ہفتہ کے برابر ہوگا اور دجال کے باقی ایام تمہارے دنوں جیسے ہوں گے تو عرض کی گئی یا رسول اللہ! تو وہ دن جو ایک سال برابر ہوگا تو کیا ہمیں اس میں ایک دن کی نماز پڑھنا کافی ہوگا، کہا نہیں اس کے لئے اندازہ رکھو۔

علامہ شلبی امام کمال الدین ہمام سے ”حاشیہ تبیین الحقائق“ سے ناقل، انہوں نے

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اس حدیث کونقل کرنے کے بعد فرمایا، بے شک سرکار علیہ السلام نے اس حدیث میں اپنے ارشاد میں عصر کی تین سونمازیں واجب فرمائیں، اس سے پہلے کہ سایہ ایک مثل یا دو مثل ہو اوراسی پر باقی نمازوں کو قیاس کرو۔(تبیین الحقائق، ۱/۸۱)

یہاں سے ظاہر ہوا تقارب زمان اورنقصان مقدارسال وایام اپنے ظاہر پر ہے جس میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں بلکہ حدیث مسلم صاف صاف واقع تاویل ہے یہاں سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ سورج کا میل شمس جو مذکور ہوا، اس کا اسی مقدارمعتاد پر قائم رہنا ضروری نہیں بلکہ اس میں بتدریج کمی ہوتی رہے گی، تیزی سے موسم کی تبدیلی کا مشاہدہ ہے اس کی روشنی دلیل ہے نیز قرآن شریف میں فرمایا:

﴿وَ الشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ﴾

ترجمہ: اورسورج چلتا ہے اپنے ٹھہراؤ کے لئے، یہ حکم ہے زبردست علم والے کا۔(کنزالایمان)

آیت کریمہ سے ظاہر کہ سورج مسلسل اپنے مستقر کی طرف چل رہا ہے اور جب سورج اپنے مستقر کی طرف رواں دواں ہے تو ضرور اس کی اس کے لئے ایک مسافت مقدر ہے جسے اس کو قیامت تک طے کرنا ہے لہٰذا وہ کسی ایک مستقر پر نہیں ٹھہرتا بلکہ جب کسی مستقر پر پہنچتا ہے بحکم الٰہی وہاں سے دوسرے مستقر کی طرف رواں ہو جاتا ہے یہی سلسلہ اس کی انتہائے سیر تک یعنی قیامت تک جاری رہے گا۔تفسیر کبیر میں ہے:

"و علی هذا فمعناه تجری الشمس وقت استقرارها أی کلما استقرت زمانًا امرت بالجری فجرت و یحمیل أن تکون بمعنی إلی أی إلی مستقر لها و یؤید هذا قرأة من قرأ ﴿وَ الشَّمْسُ تَجْرِیْ اِلٰی مُسْتَقَرٍّ لَّهَا﴾ و علی هذا ففی ذلك المستقر وجوه (الأول) یوم القیامة و عنده تسقر و لا یبقی لها حرکة" (۲۶/۷۱)

یعنی، اوراس کی تقدیر پر جب کہ لام افادۂ وقت کے لئے ہو تو آیت کا معنی یہ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہے کہ کہ سورج اپنے زمانۂ استقرار میں چلتا ہے یعنی جب کسی زمانہ میں کسی مستقر پر پہنچتا ہے اس کو وہاں سے چلنے کا حکم ہوتا ہے تو چل پڑتا ہے اور یہ احتمال ہے کہ لام بمعنی الی ہو یعنی سورج اپنے مستقر کی طرف چل رہا ہے اوراس توجیہ کی مؤیداس کی قرأت ہے جس نے یوں پڑھا﴿وَ الشَّمْسُ تَجْرِیْ اِلٰی مُسْتَقَرٍّ لَّهَا﴾ اوراس توجیہ پراس مستقر مذکور میں چند توجیہات ہیں پہلی یہ کہ وہ مستقر یوم قیامت ہے اوراس دن سورج ٹھہر جائے گا اوراس میں حرکت نہ رہے گی۔

اسی میں ہے:

”قوله (ذلك) يحتمل أن يكون أشارة إلى جرى الشمس أى ذلك الجرى تقدير الله (إلى أن قال) ان الشمس فى ستة اشهر كل يوم تمر على مسامتة شئ لم تمر من امسها على تلك المسامتة“ (٧٢/٢٦)

یعنی، اوراللہ کا فرمان ”ذلک“ اس میں احتمال ہے کہ اس میں شارہ ہو سورج کے چلنے کی طرف یعنی سورج کا یہ چلنا اللہ کی تقدیر ہے، یہاں تک کہ انہوں نے کہا کہ سورج چھ مہینوں میں ہر دن کسی شئے کی سمت سے گزرتا ہے کہ گزشتہ کل اس سمت سے نہ گزرا تھا۔

اس سے ظاہر کہ سورج مسلسل چل رہا ہے اور ایک مسافت طے کررہا ہے اور اسے کسی مستقر پر قرار نہیں۔ اعلیٰ حضرت نے عبداللہ بن مسعود کی ایک قرأۃ نقل کی کہ انہوں نے یوں پڑھا ”لا مستقر لها“ یہ تفاوت میل اور بتدریج ارتفاع وانخفاض اور بعد وقرب میں تفاوت کا مقتضی ہے اور آخر کار قیامت کے نزدیک سورج کے زمین سے زیادہ قریب ہونے پر دلالت کرتا ہے جو تقارب زمان اور یوم وسال میں نقصان کا مقتضی ہے جس کا افادہ احادیث نے فرمایا:

”و فى الآية وجوه اخر و القرآن محتج به على جميع وجوهه كما

www.muftiakhtarrazakhan.com

أفاده الإمام سیدی أمجد مولانا الشیخ أحمد رضا قُدس سره نقلاً الزرقانی علی المواهب"

جب عورتیں ترکی گھوڑوں پر بیٹھیں

یعنی فخر ومباہات کے طور پر مردوں سے مشابہت اختیار کریں، چنانچہ متصلاً فرمایا گیا:

''اور عورتیں مردوں سے مشابہت اختیار کریں''۔

تو یہ قرینہ مقارنۂ سابقہ کا بیان ہے مزید برآں اس میں افادۂ عموم ہے یعنی خاص شہ سواری ہی نہیں بلکہ اور بھی مردانہ اطوار اپنائیں گی اور مستحق ذنب (گناہ) ہوں گی۔ (۱۴)

بلاضرورت صحیحہ عورت کو گھوڑے پر چڑھنا منع ہے کہ یہ بھی ایک قسم کا مردانہ کام ہے، حدیث میں اس پر لعنت آئی، ابن حبان اپنی صحیح میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"یکون فی آخر امتی نساء یر کبون علی مرج کاشباه الرجال (الحدیث)

وفی آخره العنوهن فإنهن معلونات" (مورد الظمآن، ص ۳۵۱)

یعنی، میری امت کے آخر میں کچھ ایسی عورتیں ہوں گی جو مردوں کی طرح

۱۴۔ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ لڑکیاں بھی بے جھجک مردوں کی طرح بال رکھتی ہیں، جینز پینٹ اور ٹی شرٹ جیسے تنگ و چست کپڑے پہن رہی ہیں جس سے ان کے بدن کے سارے نشیب و فراز واضح ہو جاتے ہیں یعنی کپڑا پہننے کے باوجود بھی وہ ننگی ہی ہوتی ہیں اور یہ دعوت گناہ دینے کے مترادف ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے:"عن ابن عمر قال لا تقوم الساعة حتی یتسافد الناس تسافد البهائم فی الطرق" (کنز العمال، ج ۱۴، ص ۲۴۶) یعنی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ قیامت اس وقت تک نہ قائم ہو گی جب تک کہ لوگ جانوروں کی طرح راستوں میں جفتی نہ کرنے لگیں۔ آج جا بجا سڑکوں او رمیلوں میں اعلانیہ زنا کاری کی وارداتیں ہونے لگی ہیں، جن کی خبریں ہم آئے دن اخبارات میں ملاحظہ کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب اس قدر بے حیائی وعریانیت بڑھ جائے گی تو انجام یہی ہوگا۔۱۲، فاروقی غفرلہ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

جانوروں پر سوار ہوں گی (الحدیث) اور اس کے آخر میں یہ الفاظ آئے:

ان عورتوں پر لعنت بھیجو کیوں کہ وہ ملعون ہیں۔

سنن ابی داؤد میں ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے:

"قیل لعائشة ان امرأة تلبس النعل فقالت لعن رسول الله ﷺ الرجلة من النساء" (۲/۲۱۰)

یعنی، اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا گیا: ایک عورت مردانہ جوتا پہنتی ہے، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ان عورتوں نے لعنت فرمائی جو مردانی وضع اختیار کریں۔

زنانِ عرب جو اوڑھنی اوڑھتیں، حفاظت کے لئے سر پر پیچ دے لیتیں، اس پر یہ ارشاد ہوا کہ ایک پیچ دیں دو نہ دیں کہ عمامہ والے مردوں سے مشابہت نہ ہو جائے کیونکہ عورتوں کو مردوں سے اور مردوں کو عورتوں سے تشبہ حرام ہے۔

امام احمد و ابوداؤد و حاکم نے بسند حسن ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی:

"ان النبی ﷺ دخل علیها و هی تختمر فقال لیة لا لیتین" (سنن أبی داؤد، ۲/۲۱۲)

یعنی، نبی اکرم ﷺ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ وہ اوڑھنی اوڑھ رہی ہیں تو ارشاد فرمایا سر پر صرف ایک پیچ دو، دو نہ ہوں۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اُمّ سعید بنت اُمّ جمیل کو کمان لگائے مردانی چال چلتے دیکھا تو ارشاد فرمایا:

"سمعت رسول اله ﷺ یقول لیس ما من تشبه بالرجال من النساء و لا من تشبه بالنسا من الرجال"، رواہ أحمد و الطبرانی (مسند أحمد بن حنبل، ۲/۲۰۰)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

یعنی، میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ وہ عورت ہم میں سے نہیں جو مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرے اور وہ مرد بھی جو عورتوں سے مشابہت اختیار کرے، اسے امام احمد وطبرانی نے روایت کیا۔

عورت کو اپنے سر کے بال کترنا حرام ہے اور کترے تو معلونہ کہ یہ مردوں سے مشابہت ہے اور عورتوں کا مردوں سے تشبہ حرام، درمختار میں ہے:

”قطعت شعر رأسها أثمت و لعنت و المعنى المؤثرة التشبه بالرجال“ (۲/۲۵۰)

یعنی، کسی عورت نے سر کے بال کتر ڈالے تو گنہگار ہوئی نیز اس پر اللہ کی لعنت ہوئی، اس میں جو علت مؤثرہ ہے وہ مردوں سے تشبہ ہے۔

جب عورتیں مردوں اور مرد عورتوں سے مشابہت کریں

یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے اور یہ نشانی واقع ہو چکی۔ زمانہ حال میں بکثرت اس کا مشاہدہ ہو رہا ہے اور یہ شرعاً ممنوع ہے۔ مسند احمد (ج۱ص۳۳۹) پر ہے:

”لعن الله المشتبهين من الرجال بالنّساء و المشتبهات من النّساء بالرجال“

یعنی، اللہ کی لعنت ہے ان لوگوں پر جو عورتوں کی وضع اختیار کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی وضع اختیار کریں۔

آج عورتوں اور مردوں نے بہت سے طریقے ایک دوسرے سے مشابہت کے اختیار کر لئے ہیں، انہیں میں یہ مروجہ چین کی گھڑی ہے جسے عام طور پر مردوں میں پہننے کا رواج ہو گیا ہے۔

یہاں تک کہ بہت سارے امام، مولوی اور مفتی بھی بے دریغ اس کو پہنے ہوئے نظر آتے ہیں، یہ قطعاً زینت ممنوعہ اور تحلی ناجائز ہے۔ اس کا جواز اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے کلمات سے بتایا جا رہا ہے حالانکہ ان کے کلمات سے ہرگز اس کا جواز ثابت

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نہیں ہوتا۔

اوّلاً تو یہ چین جو ہاتھ میں پہنی جاتی ہے ان (اعلیٰ حضرت) کے زمانے میں تھی ہی نہیں۔
ثانیاً جس چین پر اس کو قیاس کیا جا رہا ہے اس کے تعلق سے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی قدس سرہ متعدد جگہ جو کچھ فرماتے ہیں اس سے اس کی صاف حرمت مستفاد ہوتی ہے۔
اعلیٰ حضرت سے یہ سوال ہوا کہ ''فی زمانا کرتوں اور صدریوں میں چاندی کے بوتام مع زنجیر لگاتے ہیں جائز ہے یا نہیں؟ الیٰ آخرہ''۔ اس کے جواب میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

> چاندی کے صرف بوتام ٹانکے میں کوئی حرج نہیں کہ کتب فقہ میں سونے کی گھنڈیوں کی اجازت مصرح ...... مگر یہ چاندی کی زنجیریں کہ بوتاموں کے ساتھ لگائی جاتی ہیں سخت محل نظر ہیں، کلمات ائمہ سے جب تک ان کے جواز کی دلیل واضح کہ آفتاب روشن کی طرح ظاہر و جلی ہو، نہ ملے حکم جواز دینا محض جرأت ہے کہ چاندی سونے کے استعمال میں اصل حرمت ہے۔
> شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہٗ ''اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ'' میں فرماتے ہیں: اصل در استعمال ذہب و فضہ حرمت است، یعنی جب شرع مطہر نے حکم تحریم فرما کر ان کی اباحت اصلیہ کو نسخ کر دیا تو ان میں اصل حرمت ہو گئی کہ جب تک کسی خاص چیز کی رخصت شرع سے واضح و آشکار نہ ہو، ہرگز اجازت نہ دی جائے گی بلکہ مطلق تحریم کے تحت داخل رہے گی، ھذا وجہ و اقول ثانیاً ظاہر ہے کہ ان زنجیروں کے اس طرح لگانے سے تزین کو تحلی کہتے ہیں۔ علما تصریح فرماتے ہیں مرد کو سوا انگوٹھی پیٹی اور تلوار کے سامان مثل پرتلے وغیرہ کے چاندی سے تحلی کسی طرح جائز نہیں۔
>
> (فتاویٰ رضویہ، ج۹ ص ۳۴)

نیز اسی کے صفحہ ۲۹۸، ۲۹۹ پر فرماتے ہیں:

> زنجیروں کے لئے نہ زر (بٹن) کی طرح کوئی نص فقیر نے پایا، نہ جواز پر

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کوئی صاف دلیل بلکہ وہ بظاہر مقصود بنفسہا ہیں، نہ زر کی طرح کپڑے کی
کوئی غرض ان سے متعلق، نہ علم کی طرح ثوب میں مستہلک کے تابع ثوب
ٹھہریں، نہ ان سے سنگار اور زینت کے سوا کوئی اور فائدہ مقصود اور وہ
زیور زبان سے کمال مشابہ ہیں، ان کی ہیأت وحالت بالکل سہاروں کی
سی ہے کہ ایک طرف ان کے کنڈوں پر بالیاں پروکر ان کو دونوں جانب
سے پیشانی کے بالوں پر لاکر ڈال کر ملا دیتے ہیں وہ بھی ان زنجیروں کی
طرح لڑیاں ہی ہیں بلکہ ان سے علاوہ تزین ایک فائدہ بھی مقصود ہوتا ہے
کہ بالیوں کا بوجھ کانوں پر نہ پڑے یہ انہیں اٹھا کر سہارا دیئے رہیں اسی
لئے ان کو سہارے کہتے ہیں اور ان زنجیروں کی لڑیاں سوا زینت کے کوئی
فائدہ نہیں دیتیں تو بہ نسبت سہاروں کے ان کی لڑیاں جھومر کی لڑیوں سے
اشبہ ہیں اور سہاروں کی طرح یہ بھی داخل ملبوس ہیں بلکہ ان کی صرف
زینت کے لئے بالذات مقصود اور کپڑے کی اغراض سے محض بے تعلق ونا
مستہلک ہونا جھومر کی طرح ان کے اور بھی زیادہ لبس مستقل کا مقتضی ہے
الی آخرہ۔

یہاں سے ظاہر ہوا کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہٗ کے زمانے میں جو جیبی گھڑی کی چین رائج تھی، جسے کرتے صدری وغیرہ میں لگا گھڑی جیب میں رکھتے تھے، ان کے نزدیک اس کا بھی وہی حکم ہے جو زیور کا ہے تو یہ چیز جو دستی گھڑی میں لگائی جاتی ہے بدرجۂ اَولیٰ زیور ہے اور اس کے پہننے سے تحلی وزیبائش مقصود ہونا ظاہر تر ہے۔

لہٰذا اس کی حرمت اظہر اور اس میں عورتوں سے تشبہ باہر وروشن تر۔ وہاں پہننے سے مشابہ ہونے کی وجہ سے حکم حرمت دیا تو یہاں پہننے میں کوئی شبہ ہی نہیں تو یہاں خالص حرمت ہے نہ کہ شبہ حرمت! جس کے بارے میں فرمایا:

محرمات میں شبہ مثل یقین ہے تو اس میں چیز کی حرمت بہ نسبت زنجیر کے

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

خوب آشکار ہے۔

یہاں سے مجوزین کے قیاس کی حالت ظاہر ہوگئی۔ ہماری دانست میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہ کے کلمات میں نہ تعارض ہے، نہ ان کے کسی فتویٰ سے اس چیز یا اس زنجیر کا جواز نکلتا ہے۔

بالفرض اگر صورت تعارض ہو بھی تو رجوع ان تصریحات کی طرف لازم ہے کہ خود قوی اور شبہ سے صاف ہے اور جس کلمہ سے اس کی خلاف متوہم ہو، اس کی تاویل لازم ہے اور اس طرح تطبیق دینا ضروری ہے۔

لہٰذا اگر ''الطیب الوجیز'' میں علامہ شامی کی اس بحث کے پیش نظر کہ یہ وضع لبس ہے یا محض تعلیق زنجیر، اعلیٰ حضرت نے یہ فرمادیا: ''احتراز اَولیٰ ہے یا اس سے بچنا چاہئے''۔

تو تاویل اس کلمہ تو ہم جواز کی ضروری ہے تاکہ دوسرے فتاویٰ سے تعارض لازم نہ آئے۔ بسا اوقات ''اَولیٰ'' یا اس کے ہم معنی لفظ کا اطلاق ''واجب'' پر کرتے ہیں۔ چنانچہ ''عنایہ'' (ج ا ص ۲۴۲) پر ہے:

”و كذالك إن صلّى على النبى ﷺ يستمعون و ينصتون سأل أبو يوسف أبا حنيفة رحمهما الله اذا ذكر الإمام هل يذكرون و يصلّون على النبى ﷺ قال أحبّ إلى أن يستمعوا و ينصتوا و لم يقل لا يذكرون و لا يصلّون فقد أحسن فى العبارة و احتشم من أن يقول لا يذكرون و لا يصلون على النبى ﷺ و إنما كان الاستماع و الإنصات أحبّ لأن ذكر الله و الصلوٰة على النبى عليه السلام ليس بفرض و استماع الخطبة فرض“

یعنی، یونہی اگر خطیب نبی علیہ الصلاۃ والسلام پر درود پڑھے تو لوگوں کو سننا اور چپ رہنا لازم ہے۔ امام ابو یوسف نے امام اعظم نے پوچھا امام اگر ذکر کرے کیا مقتدی بھی ذکر کریں اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام پر درود بھیجیں؟ امام اعظم نے فرمایا: مجھے یہ پسند ہے کہ لوگ خطبہ سنیں اور خاموش

www.muftiakhtarrazakhan.com

رہیں اور امام اعظم نے یہ نہ کہا کہ ذکر نہ کریں اور درود بھیجیں تو اس طرح تعبیر میں حسن اسلوب سے کام لیا اور یہ کہنے سے بچے کہ ذکر نہ کریں اور درود نہ بھیجیں اور سننا اور خاموش رہنا اس لئے پسندیدہ ٹھہرا کہ اللہ کا ذکر اور نبی علیہ السلام پر درود بھیجنا فرض نہیں اور خطبہ کا سننا فرض ہے۔

نیز ''جوہرہ نیرہ'' (ج۲ص۲۶۰) پر ہے:

''و ینبغی ان یکون قدر فضة الخاتم مثقالاً و لا یزاد علیه و قیل لا یبلغ به المثقال''

یعنی، انگوٹھی کی چاندی کی مقدار ایک مثقال ہونا چاہئے اور اس سے زیادہ کرنا منع ہے اور ایک قول یہ ہے کہ چاندی کی مقدار پوری ایک مثقال نہ کرے۔

اس جگہ بھی ''یجب'' (واجب) کی جگہ ینبغی (چاہئے) فرمایا۔خود ''فتاویٰ رضویہ'' میں اس کی نظیر یہ ارشاد ہے عشرہ محرم میں تین رنگوں کی بابت فرماتے ہیں:

مسلمان کو چاہئے عشرۂ مبارکہ میں تین رنگوں سے بچے، سبز، سرخ، سیاہ۔ سبز کی وجہیں تو معلوم ہوگئیں اور سرخ آج کل ناصبی خبیث خوشی کی نیت سے پہنتے ہیں۔ سیاہ میں اودا، نیلا، کاسنی، سبز میں کاہی، دھانی پستی سرخ میں گلابی، عنابی نارنگی سب داخل ہیں۔ غرض جس پر ان میں کوئی رنگ صادق آئے اگر سوگ یا خوشی کی نیت سے پہنے جب تو خود ہی حرام ہے ورنہ ان کی مشابہت سے بچنا بہتر، الیٰ آخرہ۔ (فتاویٰ رضویہ، ج۹ص۳۰۱)

یہاں بہتر اور حرام کے تقابل سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر سوگ یا خوشی کی نیت نہ ہو تو ان کپڑوں کو پہننا جائز بلکہ اچھا بہتر کے مقابل بہ یعنی اچھا ہے حالانکہ سیاق کلام سے یہ معنی کس قدر بیگانہ ہے۔ یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں تو قطعاً یہاں بہتر معنی تفضّل پر نہیں، نہ محض مستحب کے معنی میں اور یہاں عبارت میں لفظ ''چاہئے'' بھی محض مستحب کے معنی میں

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نہیں کہ مقابل واجب قرار پائے بلکہ مراد یہ ہے کہ کہ اگر یہ نیت نہ بھی ہو، جب بھی ان کی مشابہت سے بچنا اَولیٰ واوجب ہے تو یہاں بھی لفظ ''چاہئے'' اور بہتر ''واجب'' کی جگہ استعمال ہوا ہے اس لئے پہلے یہ کہا:

عشرہ محرم کے سبز رنگے ہوئے کپڑے بھی ناجائز ہیں، یہ بھی سوگ کی غرض سے ہیں اِلیٰ آخرہ۔ (ایضاً، ج۹ص۳۰۰)

شاید ایک وجہ اس جیبی گھڑی کی زنجیر کے جواز کی ممکن ہے۔ اس صورت میں جب کہ وہ چیز چاندی وسونے کے علاوہ کسی اور دھات کی ہو اور اس سے تحلی زیبائش ونمائش مقصود نہ ہو بلکہ گھڑی کی حفاظت کے لئے کپڑے میں چھپا کر لگائی جائے۔

اس صورت میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے کلمات سے اگر اس چیز کے جواز کا ایہام ہوتا ہے تو اس کا محمل یہی صورت ہے اور اسی صورت پر ان کے کلمات کو محمول کرنے سے ان کے فتاوٰی میں تعارض کا وہم مندفع ہو جاتا ہے، مگر یہ صورت جیبی گھڑی کی چین میں نہیں تو اس پر قیاس درست نہیں کہ دونوں صورتیں جداگانہ ہیں۔

جب غیراللہ کی قسم کھائی جائے

علامت قیامت میں سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے یہ بھی بتایا کہ لوگ غیراللہ کی قسم کھائیں گے اور غیراللہ کی قسم کھانا شرعاً ممنوع ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

"من حلف بغير الله فقد أشرك" (فيض القدير، ج٦ ص ١٢٠)

یعنی، جو غیراللہ کی قسم کھائے وہ مشرک ہے۔

یعنی حقیقتاً مشرک ہے اگر غیراللہ کی وہ تعظیم مراد لے جو اللہ کے لئے خاص ہے، اسی قبیل سے بتوں کی قسم کھانا ہے۔

حضرت ابوہریرہ سے حدیث ہے: جو قسم کھائے تو اپنی قسم میں یوں کہے ''لات و عُزّیٰ کی قسم'' تو وہ کلمۂ توحید پڑھے اور جو اپنے دوست سے کہے ''آؤ تم سے جوا کھیلوں'' تو وہ صدقہ دے۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

حدیث کے اس فقرے سے معلوم ہوا کہ گُناہ کا ارادہ جب دل میں پختہ ہو جائے تو یہ بھی گُناہ ہے اور اس کو ظاہر کرنا دوسرا گُناہ۔ صدقہ دینے کا حکم اس گُناہ کے کفارے کے لئے بطورِ استحباب ہے۔ حدیث میں ہے:

"الصدقة تطفى غضب الرّبّ كما يطفئ الماء النار" (طبرانی، ج۱۹ ص۱۴۵)

یعنی، صدقہ اللہ کے غضب کی آتش کو ایسے بجھا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو۔

اس حدیث "لا الہ الا اللہ" پڑھنے کا جو حکم دیا اس میں دو احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ نو مسلم سے عادت سابقہ کی وجہ سے سہواً سبقت لسانی سے بتوں کی قسم صادر ہو تو اس کے لئے مستحسن ہے کہ "لا اله الا الله محمد رسول الله" ان برے کلمات کے کفارے کے طور پر پڑھے اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ لات وعزیٰ اور بتوں کی تعظیم مقصود ہو۔ اس صورت میں وہ شخص مرتد ہو جائے گا اور کلمۂ خلاف اسلام سے تبری کے ساتھ تجدید ایمان لازم ہو گی اور کلمۂ توحید پڑھنا ضروری ہو گا اور اگر غیر اللہ کی قسم میں وہ تعظیم مراد نہیں جو اللہ کے لئے خاص ہے تو یہ حقیقتاً شرک نہیں لیکن صورتاً اہل شرک کے فعل سے مشابہ ہونے کی صورت کی وجہ سے اس پر بھی شرک کا اطلاق آیا اور زجر وتشدید کے طور پر اس کے مرتکب کو بھی مشرک کہا گیا۔

اس صورت میں مراد یہ ہے کہ اس شخص نے مشرکوں جیسا فعل کیا، اس قبیل سے باپ، دادا، بیٹے وغیرہ کے نسب پر تفاخر کے طور پر قسم کھانا ہے جیسا کہ زمانۂ جاہلیت میں رواج تھا، حدیث میں اس کی بھی ممانعت آئی۔

اقول: ہمارے طرز بیان سے صاف معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اعرابی کے متعلق "أفلح و أبيه إن صدق" فرمانا، یعنی "یہ فلاح کو پہنچا اپنے باپ کی قسم اگر سچا ہے" ممانعت کے تحت داخل نہیں بلکہ بیان جواز کے لئے ہے۔

گویا سرکار علیہ الصلاۃ والسلام اپنے فعل سے یہ بتا رہے ہیں کہ باپ کی قسم کھانا ناجائز نہیں جب کہ رسم جاہلیت کے طور پر تفاخر کے لئے نہ ہو، نہ اس سے تعظیم مفرط کہ ممنوع ہے، مقصود ہو اور ایک احتمال یہ ہے کہ ایسی جگہ تاکید کلام اور تقویت بیان ہوتی ہے تو اس

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

صورت میں قسم شرک نہیں۔

تنبیہ: غیر اللہ سے مراد وہ تمام چیزیں ہیں جنہیں شرعاً اللہ جل وعلا و رسول ﷺ سے کوئی علاقہ نہیں، نہ شرعاً ان کی کوئی حرمت ہے نہ ان کی تعظیم کا حکم۔ نبی و رسول کعبہ و ملائکہ اس معنی پر غیر اللہ میں داخل نہیں (اگرچہ باب حلف میں یہ بھی غیر اللہ ہیں مگر یہ مندرجہ بالا کے لحاظ سے غیر اللہ نہیں) کہ شرعاً ان کی تعظیم کا حکم ہے۔

ازاں جا کہ اللہ نے ان کی تعظیم کا حکم دیا تو ان کی تعظیم اللہ ہی کی تعظیم ہے۔ ان کی قسم کھانا حرام نہیں مگر علماء نے بہ مقتضائے احتیاط اس طرح کی قسم کھانے کو مکروہ کہا بلکہ اس سے ممانعت خود حدیث میں آئی۔ قسم شرعی جس کا کفارہ لازم ہے، وہ اللہ کی قسم ہے جو اللہ کی ذات سے یا اس کی صفات سے متعارف طور پر کھائی جائے۔

غیر اللہ کی قسم، قسم شرعی نہیں۔ علماء فرماتے ہیں: اگر غیر اللہ کی قسم کو قسم شرعی جانے اور اس کا پورا کرنا لازم سمجھے، اس صورت میں آدمی کافر ہو جائے گا۔

امام رازی نے فرمایا: ''میری جان کی قسم، تیری (۱۵) جان کی قسم'' کہنے والے پر مجھے کفر کا اندیشہ ہے اور لوگ عام طور پر یہ نادانی میں کہتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو میں کہتا یہ شرک ہے۔

امام رازی کے اس قول سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ غیر اللہ کی قسم کو قسم شرعی جاننے میں علماء کے دو قول ہیں:

۱۔ ایک میں آدمی مطلقاً کافر ہو جائے گا۔

۲۔ دوسرا یہ کہ اس میں اندیشۂ کفر ہے۔

۱۵۔ آج کل لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ''تیری قسم، تیری جان کی قسم'' جیسی قسمیں کھانے لگتے ہیں حالانکہ ایسی قسم کھانے سے انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ حضرت امام رازی کے مطابق ایسی قسم ''کفر'' سے زیادہ قریب ہے۔ بعض لوگ بات بات پر ''اگر میں ایسا نہ کروں یا ایسا کہوں تو ایسا ہو جاؤں مثلاً حضور ﷺ کی شفاعت سے محروم ہو جاؤں یا میرا بیٹا مر جائے یا میں کوڑھی ہو جاؤں'' کہہ ڈالتے ہیں ایسے لوگ مذکورہ بیان سے سبق حاصل کریں۔ ۱۲، فاروقی غفرلہ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

یہ دوسرا قول متاطین متکلمین کی روش پر ہے اور ان کا مذہب مختار و معتمد ہے جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

اقول: یہ اس صورت میں کہے کہ کہنے والا اسے قسم شرعی سمجھے اور اس کا پورا کرنا ضروری جانے اور قسم پوری نہ ہونے کی صورت میں کفارہ دینا ضروری قیاس کریں، جیسے بعض جاہل اپنے بچے کی قسم کھاتے ہیں اور اس کا پورا کرنا ضروری سمجھتے ہیں اور نہ کرنے کی صورت میں کفارہ لازم خیال کرتے ہیں۔

اگر یہ صورت نہ ہو یعنی قائل اسے قسم شرعی نہ جانے نہ تعظیم مفرط کا قصد کرے تو اس پر یہ محذور لازم نہیں آتا، كما لا يخفى

اور اس حدیث میں غیر اللہ کی قسم کھانے والے کو جو مشرک فرمایا گیا اس سے اس شخص کا بھی حکم ظاہر جو یوں قسم کھائے ''اگر میں یہ کام کروں (والعیاذ باللہ تعالیٰ) تو یہودی و نصرانی یا ملت اسلام سے بری و بیزار ہو جاؤں'' ایسی قسم کھانا سخت حرام بد کام کفر انجام ہے۔

بعض علما نے اس پر مطلقاً قائل کو کافر کہا مگر صحیح یہ ہے کہ اس مسئلہ میں وہی تفصیل ہے جو ''من حلف بغير الله فقد أشرك'' یعنی ''جو غیر اللہ کی قسم کھائے وہ مشرک ہے'' میں بیان ہوئی اس تفصیل کی طرف خود دوسری حدیثوں میں اشارہ ہے، ارشاد ہوا:

''من حلف على ملة غير الاسلام كاذباً فهو كما قال'' (مرقاة شرح مشكوٰة، ج٦ ص ٥٨١)

یعنی، جو مذہب اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب کی قسم کھائے دراں حالیکہ وہ اس قسم میں جھوٹا ہو تو وہ ویسا ہی ہے جیسا اس نے کہا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی لکھتے ہیں:

کسے کہ سوگند خورد بر دین کہ جزء اسلام است۔ چنانکہ گوید اگر ایں کار کنم یہودی باشم یا نصرانی شوم یا بیزارم از دین اسلام یا از پیغمبر یا از قرآن (کاذباً) درحال کہ بدروغ خورندہ است ایں سوگند را چنانکہ بکند ایں کار ر

www.muftiakhtarrazakhan.com

ازیراکہ ایں سوگند برائے منع فعل است کہ نکندہ پس صدق وے بآنست کہ نکندا اگر بکند کاذب باشد(فھو کما قال)پس آں کے ہمچناں است کہ گفت یعنی یہودی ونصرانی وبری از دین اسلام ظاہر حدیث آنست کہ قائل ایں حدیث کافر میگردد بمجرد حلف یا بعد از حنث از جہت اسقاط حرمت اسلام الخ(اشعة اللمعات شرح مشکوٰة، ج٣ ص ٢١١)

یعنی، اگر کوئی دین اسلام کے علاوہ کسی دین کی قسم کھائے مثلاً یوں کہے کہ اگر وہ یہ کام کرے تو یہودی، نصرانی یا دین اسلام سے بیزار یا پیغمبر یا قرآن سے بری ہو جائے اور حال یہ ہو کہ وہ جھوٹی قسم کھائے یعنی وہ کام کر بیٹھے اس لئے کہ قسم کھانا اس فعل سے باز رہنے کے لئے ہے تو قسم کا سچا ہونا یہ ہے کہ وہ کام نہ کرے جس کے نہ کرنے کی قسم کھائی تھی، اگر وہ کام کرے گا تو جھوٹا ٹھہرے گا۔ حدیث میں اس شخص کے متعلق فرمایا کہ: وہ ویسا ہی ہے جیسا اس نے کہا یعنی یہودی یا نصرانی یا دین اسلام سے بری۔ اس حدیث کا ظاہر یہ ہے کہ ایسی قسم کھانے والا قسم سے کافر ہو جائے گا، اس لئے اس جہت سے کہ اس نے حرمت اسلام کو ساقط کیا اور کفر پر راضی ہوا۔

بعض علماء نے نظر بر ظاہر حدیث ایسی قسم کھانے والے کو مطلقاً کافر کہا اور بعض علماء نے فرمایا کہ مراد اس قسم سے یہ ہے کہ وہ شخص اپنے نفس کو تحدید اور اس کی وعید میں مبالغہ کر رہا ہے تاکہ اس کام سے اپنے آپ کو بعض رکھے تو مقصود قسم سے بشدت زجر نفس وتحدید ہے، لہٰذا ہمارے نزدیک وہ جب تک قسم نہ توڑے محض اس قول سے کافر نہ ٹھہرے گا۔ اس طرح اگر فعل ماضی پر دین اسلام سے برأت کو متعلق کیا تو محتاطین کے نزدیک کافر نہ رہے گا اور بعض مشائخ کے نزدیک فعل ماضی پر معلق کرنے کی صورت میں کافر ہو جائے گا۔

مگر صحیح یہی ہے کہ اس صورت میں بھی کافر مطلق نہ ہوگا، اس لئے کہ کافر اعتقاد کفر ہوتا ہے اور یہاں ظاہر یہ ہے کہ اس کی مراد قسم سے زجر نفس اور تحدید ہے یعنی جب کہ کسی

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

فعل مستقبل پر اس حکم کو معلق کرے یا برأت کو مؤکد طور پر یقین دلانا ہے، یہ اس صورت میں ہے کہ فعل ماضی پر معلّق کرے گویا وہ بتانا چاہتا ہے کہ یہ کام اس کے نزدیک ایسا ہی مکروہ و ناپسند ہے جیسا کہ اس کا یہودی یا نصرانی یا اسلام سے بری ہونا۔ اس لئے تحدید نفس کے لئے ایسی چیز پر متعلق کیا جو اس کے نزدیک مکروہ ومحذور ہے۔

اقول: حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس باب میں جو دوسرا قول ذکر کیا وہ محتاطین کا ہے جو متکلمین کی روش پر ہے اور ان کی روش یہ ہے کہ وہ محض ظاہر پر حکم کفر نہیں لگاتے اور کلام میں ادنیٰ احتمال مانع تکفیر ہو، اس کا لحاظ کرتے ہیں اور قائل کو جب تک اس کی مراد ظاہر نہ ہو جائے کافر کہنے سے گریز کرتے ہیں اور یہ احتمام جوان علماء کو ایسی قسم کھانے والے پر حکم کفر لگانے سے باز رہنے کا مقتضی ہوا وہ خود حدیث سے ظاہر ہے کہ فرمایا:

''اگر وہ اس قسم میں جھوٹا ہو تو ویسا ہی ہے جیسا اس نے کہا''۔

جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اگر وہ اسی قسم میں سچا ہے اور اسی معنی کفری کا ابتداء ارادہ نہ کیا ہو (یعنی یہودی یا نصرانی ہونے پر اب اس سے راضی ہونا) تو وہ ایسا نہیں ہے جیسا کہا اور اس احتمال کی تصریح دوسری حدیث میں ارشاد ہوئی جو حضرت بریدہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: جو یہ کہے کہ وہ اسلام سے بری ہے (اگر یہ کام کرے) تو وہ ایسا ہی ہے جیسا اس نے کہا اور اگر وہ اس قسم میں سچا ہے تو اسلام میں گناہ سے سلامتی کے ساتھ نہ رہے گا۔

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس حدیث کا ظاہر یہ ہے کہ اس قسم سے اس کا اسلام ظاہر ہو جائے گا اور وہ ویسا ہی ہو جائے گا جیسا اس نے کہا اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ اس کا فر ہونے کو قسم ٹوٹنے پر معلق کرے۔ اس کی دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت بریدہ نے روایت کی کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

"من قال إني بريء من الإسلام فإن كان كاذباً فهو كما قال"

(مشکوٰۃ شریف، ص۲۹۶، ۲۹۷)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

یعنی، جس کسی نے کہا میں اسلام سے بری ہوں اور اپنے قول میں جھوٹا ہوں تو وہ ویسا ہی ہے جیسا اس نے کہا۔

شاید اس سے قائل کی مراد نفس کی تحدید اور خود کو وعید شدید ہے نہ یہ کہ یہ حکم لگانا کہ وہ ابھی سے یہودی ہو گیا یا اسلام سے بری ہو گیا تو گویا وہ یوں کہہ رہا ہے کہ وہ قسم ٹوٹنے کی صورت میں اسی عقوبت کا سزاوار ہے جس کا یہودی مستحق ہے اور اس کی نظیر حضور کا یہ قول ہے:

"من تَرکَ الصّلاۃ متعمداً فقد کفر" (جامع الصغیر مع فیض القدیر، ج٦، ص١٠٢)

حضرت امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ عبد الحق مُحدِّث دہلوی کی طرح یہاں دو قول ذِکر کئے مگر صراحۃً کسی قول کی صحت کا افادہ نہ فرمایا، البتہ دوسرے احتمال کی توضیح و تعلیل ارشاد فرمائی جس سے صاف ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک بھی یہی مختار ہے کہ قائل مطلقاً کافر نہ ٹھہرے گا بلکہ قسم ٹوٹنے کی صورت میں رضا بالکفر کے تیقن کی وجہ سے کافر ہوگا اور یہی حدیث کا ظاہری مفاد ہے کہ اس کے اسلام سے بری ہونے کو کاذب ہونے پر معلق فرمایا تو وہ اس باب میں نہ صرف ارشاد علماء سے بلکہ خود حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر مسلم کے کلام میں متعدد احتمالات ہوں جو اس کے کفر کے مقتضی ہوں اور ایک وجہ سے اس کے اسلام کے متقاضی ہوں تو ہم پر لازم ہے کہ ایک وجہ کی طرف میلان رکھیں اور جب تک احتمال قائم ہو مسلمان کو کافر نہ کہیں۔ اس لئے "ردالمحتار" میں فرمایا:

"لا یفتی بکفر مسلم إن أمکن حمل کلامه علی محمل حسن أو کان فی کفره اختلاف و لو کان ذلك روایة ضعیفة" (ردّ المحتار، ج٤ ص٢٢٩، ٢٣٠)

یعنی، مسلمان کے کافر ہونے کا فتویٰ نہ دیا جائے گا جب کہ اس کے قول و فعل کو اچھے پہلو پر رکھنا ممکن ہو یا اس کے کفر میں اختلاف ہو اگرچہ روایت ضعیفہ ہو۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ثم اقول: ہمارے کلمات جو ابھی گزرے ان سے صاف ظاہر ہے کہ حدیث کا ظاہری مفاد اس قائل کا بصدورِ حنث (جن قسم توڑے) کافر ہونا ہے، نہ کہ مطلقاً کافر ہونا تو اس صورت میں ظاہر حدیث بھی اس دوسرے قول کے قائلین کے ساتھ ہے اور قائل کے مطلقاً کفر کے ظاہر ہونے کا دعویٰ محلِ نظر ہے۔

اس کو ظاہراً تسلیم بھی کرلیں تو اس پر قائل کی تکفیر اسی صورت میں ممکن ہے جب کہ ظاہری معنی کے مراد ہونے کا احتمال آشکار ہو، اور اگر قرینہ عرف یا اور کوئی قرینہ اس بات پر قائم ہو کہ قائل نے وہ معنی کفری اصلاً مراد نہ لئے تو اس صورت میں وہ احتمال ہی نہ رہے گا اور ظاہر متروک ٹھہرے گا اس کی بہت سی مثالیں ممکن ہیں۔

عام بول چال میں کہتے ہیں کہ "فصل بہار نے سبزہ اگایا، حاکم نے بچایا، اس مرض کا یہ شافی علاج ہے، یہ زہر قاتل ہے" یہاں ان سب مثالوں میں مومن کا ایمان، عرف گواہ ہیں کہ اس کی مراد حقیقی معنی جو لفظ سے ظاہر ہے نہیں بلکہ ان تمام مثالوں میں سب کی طرف اسناد کی گئی ہے کہ اعتقاد مومن کا یہ ہے کہ مؤثر حقیقی اللہ تعالیٰ ہے اور یہ چیزیں خود مؤثر نہیں بلکہ اللہ کے قائم کردہ اسباب ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے یہ تاثیر رکھی ہے۔

یہ وہابیہ کا ظلم ہے کہ ان عام محاورات سے آنکھیں میچے ہیں اور ان کے بولنے کو تو مسلمان جانتے ہیں مگر اسی طور پر اولیاء، انبیاء کے لئے جو مسلمان تصرف و مدد ثابت کرے تو اسے مشرک گردانتے ہیں جس میں راز یہ ہے کہ ان کے نزدیک اولیاء درکنار رسول ہی کی تعظیم شرک ہے جیسا کہ "تقویۃ الایمان" کے مطالعہ سے ظاہر ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت ان ہی کے حق میں فرماتے ہیں ؎

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم رسول
اس بُرے مذہب پر لعنت کیجئے

آمدم برسر مطلب! اب اس مسئلہ ظاہرہ کی طرف لوٹیے اور تقریر مندرجہ بالا کو مدنظر رکھ کر سوچئے۔ جب کہ قائل کی مراد اپنے نفس کو زجر و تہدید اور وعید شدید اور اس مکروہ و

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

محذور کام پر معلق کرنے سے اس کام سے امتناع و اجتناب کی تاکید ٹھہری تو یہ اگر عُرف عادت سے معلوم ہوتو ایسی صورت میں وہ ظاہری معانی جن کا مفاد مطلقاً کا فر ہونا ہے، نہ متحمل، نہ مراد بلکہ قطعاً متروک ہیں اور اس کے حق میں ظاہر بلکہ فوق الظاہر قائل کی وہی مراد ہے جو عرف و اسلوب معتاد سے معلوم ہوئی۔

لہٰذا قائل جب تک حانث نہ ہو، کافر نہ ٹھہرے گا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ایسی قسم کھانا سخت شنیع اشد حرام ہے، جس سے قائل پر توبہ لازم ہے اور احتیاطاً تجدید ایمان بھی ضرور!

''درمختار'' (ج۳ص ۲۴۶، ۲۴۷) میں ہے:

"فیکون کُفرا اتفاقاً یبطل العمل و النکاح و أولاده أولاد الزنا و ما فیہ خلاف یؤمر بالاستغفار و التوبة و تجدید النکاح (أی تجدید الإسلام و تجدید النّکاح)"

یعنی، جو بات متفق علیہ کفر ہے وہ عمل کو اور نکاح کو باطل کر دیتی ہے اور ایسے شخص کی اولاد، اولاد الزنا ہے اور جس کے کفر ہونے میں اختلاف ہے، اس میں قائل کو توبہ (تجدید ایمان) تجدید نکاح کا حکم ہے۔

رہی یہ بات کہ بصورت حِنث اس پر کفارہ ہے یا نہیں تو ائمۂ حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ قسم توڑنے کی صورت میں اس پر کفارۂ قسم لازم ہوگا جب کہ کسی فعل آئندہ پر قسم کو معلق کیا ہو اور اس کی نظیر تحریم مباح ہے یعنی کسی فعل مباح کو اپنے اوپر بذریعہ قسم حرام کرلے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے فرمایا:

﴿یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ﴾ (سورۂ تحریم، آیت ۱)

ترجمہ: اے غیب بتانے والے (نبی)! تم اپنے اوپر کیوں حرام کئے لیتے ہو وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی۔

سید عالم ﷺ حضرت اُمّ المؤمنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے محل میں رونق افروز ہوئے۔ وہ حضور کی اجازت سے اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کو تشریف

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

لے گئیں۔ حضور ﷺ نے حضرت ماریہ قبطیہ کو سرفراز حدیث فرمایا۔ یہ حضرت حفصہ پر گراں گزرا۔ حضور ﷺ نے ان کی دلجوئی کے لئے فرمایا: میں نے ماریہ کو اپنے اوپر حرام کیا اور میں تمہیں خوش خبری دیتا ہوں کہ میرے بعد امت کے مالک ابوبکر و عمر ہوں گے۔ وہ اس سے خوش ہوگئیں اور نہایت خوشی میں انہوں نے یہ تمام گفتگو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سنائی اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اس آیت سے متصل سرکار سے یہ ارشاد ہوا:

﴿قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ﴾ (سورۂ تحریم، آیت ۲)

ترجمہ: بے شک اللہ نے تمہارے لئے تمہاری قسموں کا اتار مقرر فرمادیا۔

اس طرح یہاں بھی اللہ تعالیٰ قائل نے اس طرح قسم کھا کر کہ وہ اگر یہ کام کردے ''تو وہ یہودی یا نصرانی ہے'' اپنے اعتقاد میں مباح کو حرام ٹھہرا لیا۔ لہٰذا بصورت حنث یہاں بھی کفارہ لازم ہوگا۔ یہ اس صورت میں ہے جب کہ کسی فعل آئندہ پر ایسی قسم کھائی جائے اور اگر فعل ماضی پر ایسی قسم کھائی اور اس قسم میں وہ شخص جھوٹا تھا تو اس صورت میں کفارہ نہیں، محض توبہ لازم ہے اور احتیاطاً تجدید ایمان، تجدید نکاح بھی ضروری ہے۔

اس قسم کی قسم عرف شرع میں ''یمین غموض'' کہلاتی ہے اور اس میں بھی حسب سابق دو قول ہیں، پہلا یہ کہ وہ شخص مطلقاً کافر ٹھہرے گا اور اس صورت میں ظاہر حدیث کہ فرمایا ''اگر وہ جھوٹا الی آخرہ'' اس کا قول شدید ہے اور دوسرا قول یہ کہ محض قسم مراد لی تو کافر نہ ہوگا۔

یہاں تک قسم کی دو قسمیں بیان ہوئیں اور تیسری قسم ''یمین لغو'' ہے یعنی غلط فہمی میں کسی بات پر قسم کھائی اور واقعہ اس کے گمان کے خلاف ہو مثلاً یوں کہے ''خدا کی قسم میں نے زید سے بات نہ کی'' یا ''خدا کی قسم میں گھر میں داخل ہوا'' اس کا حکم یہ ہے کہ اس میں نہ گناہ، نہ کفارہ۔

قال اللہ تعالیٰ:

﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَیْمَانَ﴾ (المائدہ، آیت ۸۹)

ترجمہ: اللہ تمہیں نہیں پکڑتا تمہاری غلط فہمی کی قسموں پر، ہاں ان قسموں پر گرفت فرماتا ہیں جنہیں تم نے مضبوط کیا۔

یہاں تو غیراللہ کی قسم کے متعلق تفصیل احکام بروجہ تمام ہوئی اور خود اللہ کے اسماء و صفات کی قسم کھانا سخت محل احتیاط ہے لہٰذا اس میں بھی زیادتی نہ چاہیے۔

حدیث شریف میں آیا:

"من کان حالفاً فلیحلف باللہ أو لیصمت" (فیص القدیر، ج٦ ص٢٠٧)

یعنی، جو قسم کھانے کا ارادہ کرے تو اللہ کی قسم کھائے یا چپ رہے۔

اور اکثر احوال میں اللہ کی قسم کھانے سے بعض رہنا اور نام الٰہی کو ابتذال سے بچانا مقتضائے احتیاط ہے اور بکثرت اللہ کی قسم کھانا جرأت و بے باکی ہے۔

اسی لئے قرآن کریم میں فرمایا:

﴿وَ لَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَیْمَانِكُمْ﴾ (البقرہ، آیت ٢٢٤)

ترجمہ: اور اللہ کو اپنی قسم کا نشانہ نہ بنالو۔

مفسرین نے اس آیت کے معنی یہ بتائے کہ اللہ کے نام کو نشانہ نہ بناؤ اور جا و بے جا اس کو مبتذل نہ کرو کہ تم نیکوکار رہو، جب نادراً قسم کھاؤ اور گناہ سے بچو جب کہ تمہاری قسمیں کم ہوں۔ اس لئے قسموں کی کثرت نیکی اور تقویٰ سے دور کرتی ہے اور گناہ اور اللہ کے حضور بے باکی سے قریب کرتی ہے۔ چنانچہ علامہ جصاص رازی فرماتے ہیں:

"فالمعنی لا تعترضوا اسم اللہ و تبذلوه فی کل شیٔ لأن تبروا إذا حلفتم و تتقوا المأثم فیها إذا قلت أیمانکم لأن کثرتها تبعد من البر و التقویٰ و تقرب من المأثم و الجرأة علی اللہ تعالیٰ" (أحکام القرآن، ج١ ص٣٥٤)

تو مطلب یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تم کو کثرت قسم سے منع کرتا ہے اور بے باکی سے باز رکھتا ہے۔ اس لئے اس سے باز رہنے میں ہی نیکی و پرہیزگاری اور تمہاری اصلاح ہے۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

جب آدمی بغیر طلب کے گواہی میں سبقت کرے

یعنی باطل گواہی دے جیسا کہ ''مجمع بحارالانوار'' میں ہے:

"یأتی قوم یشھدون و لا یستشھدون ھذا عام فیمن یؤدی الشھادۃ قبل أن یطلبھا صاحب الحق فلا یقبل، و ما قبلہ خاص، قیل: ھم الّذین یشھدون بالباطل" (مجمع البحار، ج ۱ ص ۲۷۰)

یعنی، ایک ایسی قوم آئے گی جس کے لوگ گواہی دیں گے اور ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی۔ یہ عام ہے اس میں کہ گواہی پوری کرلے صاحب حق کے طلب کرنے سے پہلے قبول نہیں ہوگی اور یہاں قبلیت خاص ہے اور کہا گیا کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو جھوٹی گواہی دیں۔ قرینہ ومقام اس کا مقتضی ہے۔(۱۶)

جب عہدے میراث ہوجائیں

مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو محض باپ دادا کی وراثت سے امیر و والی بن بیٹھیں اور مسلمانوں کے معاملات اور ان کے بلاد کے خود ساختہ حاکم ہوجائیں بغیر اس کے کہ خواص اشراف واہلِ علم کہ اربابِ حل وعقد ہیں، بے جبر واکراہ اپنے اختیار سے ان کے معاون ہوں، نہ ایسے لوگوں سے مشورہ لیا جائے، نہ یہ امیر بیٹھنے والے اس کے مستحق

۱۶۔ حدیث پاک میں ہے:"خیر الناس قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم یفشو الکذب حتی یشھد الرجل و لا یشھد و یستحلف الرجل و لا یستحلف" (ترمذی شریف، ج ۲ ص ٥٤) یعنی فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: سب سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر جو اس سے قریب ہے پھر جو اس سے قریب ہے پھر جھوٹ کی کثرت ہوجائے گی یہاں تک کہ آدمی گواہی دے گا بغیر اس کے کہ گواہی طلب کی جائے اور آدمی حلف لے گا بغیر اس کے اس سے حلف لیا جائے''۔۱۲، فاروقی غفرلہ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہوئے۔ (۱۷) یہ شرعاً مذموم و ممنوع ہے اور اس حکم منع و مذمت کے عموم میں وہ لوگ بھی داخل ہیں جن کو عوام اربابِ حل وعقد کو نظر انداز کر کے چن لیں اور بدرجۂ اَولیٰ وہ لوگ اس کے مصداق ہیں جو خود کو چنوانے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔

''مجمع البحار'' میں ایک حدیث لکھی جس کا مضمون یہ ہے کہ اس سے بڑھ کر بڑا خائن کوئی نہیں جو غیر اصحاب رائے عوام کا منتخب امیر ہو۔

اس حدیث کی تصدیق زمانۂ حال میں چندہ اور چنیدہ کے احوال سے خوب ظاہر ہے۔ لہٰذا اس پر مزید تبصرے کی ضرورت نہیں اور حدیث مندرجہ بالا کے مصداق وہ لوگ بھی ہیں جو بزرگوں کے جانشین محض وراثت کے بل پر بغیر استحقاق وہ بے انتخاب شرعی بن بیٹھے ہیں جیسا کہ زمانۂ حال میں مشاہدہ ہے۔

جب مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے بے نیاز ہو جائیں

اس کی تفصیل دوسری حدیث میں ارشاد ہوئی جس کو خطیب اور ابن عساکر نے حضرت واصلہ اور انس سے روایت کیا کہ سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: دنیا اس وقت تک فنا نہ ہوگی جب تک عورتیں عورتوں سے اور مرد مردوں سے بے نیاز نہ ہو جائیں اور ''السحاق'' عورت عورتوں سے باہم مباشرت کرنا عورتوں کا آپس میں زنا ہے۔

حدیث کے الفاظ یہ ہیں جو کنز العمال (ج۱۴ ص۲۲۶) موجود ہیں:

''لا تذهب الدنيا حتى يستغنى النساء بالنساء و الرجال بالرجال، و السحاق زنا النساء فيما بينهن''

اور تیسری حدیث حضرت اُبی سے مروی ہے فرمایا کہ ہم سے کہا گیا اس امت کے پیچھے لوگوں میں قیامت کے قریب کچھ چیزیں ظاہر ہوں گی۔ ان میں سے یہ ہے کہ آدمی اپنی

۱۷۔ حدیث پاک میں ہے: ''اذا وسّد الأمر أی یلی الخلافة أو القضاء أو الأمارة من لیس بأهل فانتظر الساعة'' (مجمع البحار، ج ۱ ص ۱۰۱) یعنی، جب کام مثلاً خلافت یا قضا یا امارت نااہلوں کے سپرد ہو جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔ ۱۲، فاروقی غفرلہ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بیوی سے یا کنیز سے اس کے دبر (۱۸) میں جماع کرے اور یہ ان اعمال میں سے ہے جن کو اللہ اور رسول نے حرام کیا اور اس پر اللہ و رسول کا غضب ہے اور انہیں میں سے مرد کا مرد (۱۹) کے ساتھ صحبت کرنا اور یہ ان باتوں میں سے ہے جن کو اللہ و رسول نے حرام کیا اور انہیں میں سے عورت کا عورت (۲۰) کے ساتھ مباشرت کرنا اور یہ ان اعمال میں سے ہے جن کو اللہ و رسول نے حرام کیا اور اس پر اللہ و رسول کی ناراضگی ہے، الیٰ آخرہ

حدیث کے الفاظ یہ ہیں جو کنز العمال (ج ۱۴، ص ۵۷۵) میں موجود ہیں:

”عن أبی قال قیل لنا أشیاء تکون فی آخر هذه الأمة عند اقتراب الساعة فمنها نکاح الرجل امرأته و أمته فی دبرها و ذلک مما حرّم

۱۸۔ آج کل امریکہ میں یہ مرض عام ہے ان کا استدلال یہ ہے کہ ہم نے نکاح کیا ہے جس سے بیوی کے جسم کا ہر حصہ شوہر پر حلال ہو جاتا ہے، طرفہ یہ کہ وہاں کی عورتیں خود اپنی رغبت سے اس قبیح فعل کا ارتکاب کراتی ہیں جو سخت حرام ہے اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں سخت گنہگار اور مستحق غضب جبار ہیں ان پر اپنے اس فعل سے توبہ و استغفار واجب۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”من أتی حائضاً أو أمرأة فی دبرها فقد کفر بما أنزل علی محمد ﷺ“ (أحکام القرآن، ج ۱ ص ۳۵۳) یعنی، جو شخص اپنی بیوی سے حالت حیض میں یا اس کے دُبر میں جماع کرے، بے شک اس نے کفر کیا اس کے ساتھ جو محمد ﷺ پر نازل ہوا۔۱۲، فاروقی غفرلہ

۱۹۔ یہ اس قدر قبیح اور ناپاک فعل ہے کہ اگر لوطی تمام سمندروں کے پانی سے غسل کرے تب بھی پاک نہیں ہوگا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ: اللہ تعالیٰ لواطت کے مرتکب کو قبر میں خنزیر بنا دیتا ہے اس کے نتھنوں میں آگ سے گھستی ہے اور پیچھے سے نکلتی رہتی ہے۔ (نزہۃ المجالس، ج ۲ ص ۶۲)، فاروقی غفرلہ

۲۰۔ جس طرح مردوں میں لواطت کا مرض تیزی سے بڑھ رہا ہے، اسی طرح اب عورتوں میں بھی ہم جنس پرستی بڑھتی جا رہی ہے اور طرفہ تو یہ کہ یورپ کے اکثر ممالک میں اسے قانونی درجہ حاصل ہے اور وہاں ہم جنس پرست عورتیں اور مرد آپس میں بے جھجک کورٹ میرج کر رہے ہیں، اس طرح حضور ﷺ کی یہ پیشین گوئی حرف بحرف سچ ثابت ہو رہی ہے۔۱۲، فاروقی غفرلہ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اللہ و رسولہ و یمقت اللہ علیہ و رسولہ و منھا نکاح الرجل الرجل و ذلک مما حرّم اللہ علیہ و رسولہ و منھا نکاح المرأۃ المرأۃ و ذلک مما حرّم اللہ و رسولہ و یمقت اللہ علیہ و رسولہ ﷺ"

سرکارِ دو عالم ﷺ نے قربِ قیامت کی جو نشانیاں بیان فرمائیں، ان میں اکثر علامتیں واقع ہو چکیں جس پر مشاہدہ شاہد عدل ہے اور جو باقی ہیں وہ بھی ضرور واقع ہوں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ماٰخذ و مراجع

قرآن کریم

صحیح بخاری، امام محمد ابن اسماعیل بخاری

صحیح مسلم، امام ابو الحسن مسلم بن حجاج

مشکوٰۃ المصابیح، امام شیخ ولی الدین تبریزی

مسند امام احمد، امام ابو عبد اللہ احمد ابن حنبل

سنن ابن ماجہ، امام ابو عبد اللہ بن یزید قزوینی

سنن أبی داؤد، امام سلیمان بن اشعث ابو داؤد

سنن الترمذی، امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی

تیسیر شرح جامع صغیر، امام زین الدین عبد الرؤف مناوی

طبرانی، امام ابو القاسم سلیمان احمد طبرانی

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، امام نور الدین المعروف ملا علی قاری

اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ، علامہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی

حاکم مستدرک، امام ابو عبد اللہ حاکم نیسابوری

مجمع البحار، علامہ شیخ محمد طاہر صدیقی ہندی

مجمع الزوائد، علامہ نور الدین علی بن ابو بکر ہیثمی

کنز العمال، علامہ علاء الدین متقی ہندی

ترغیب و ترہیب، امام زکی الدین عبد العظیم منذری

اللآلی المصنوعہ، امام جلال الدین عبد الرحمن سیوطی

تفسیر در منثور، حافظ کبیر جلال الدین سیوطی

تفسیر خازن، علامہ علاء الدین المعروف بخازن

تفسیر کبیر، علامہ ابوعبد اللہ فخر الدین رازی

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

حاشیہ صاوی، علامہ احمد بن محمد صاوی خلوتی

احکام القرآن، علامہ ابو بکر احمد جصاص رازی

اتقان فی علوم القرآن، امام جلال الدین عبد الرحمن سیوطی

ردّ المحتار، علامہ محمد امین ابن عابدین شامی

در مختار، علامہ علاء الدین حصکفی

فتاویٰ رضویہ، امام احمد رضا خاں قادری بریلوی

الطیب الوجیز، امام احمدرضا خاں قادری بریلوی

بہار شریعت، صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی

نزھۃ المجالس، امام عبد الرحمن صفوری شافعی

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan